بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی
دامت برکاتہم

افغان مسئلہ
اور سوویت یونین کے عزائم (اداریہ)

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت
دور ـــــــــ

قادیانی جارحیت کے سدباب کے لیے آئندہ لائحہ عمل
صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

شمارہ ۵۱/۵۲ — ۲۴ ربیع الاول اور یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ
قیمت -/۲ روپے — ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء اور ۶ جنوری ۱۹۸۴ء

حمد باری تعالیٰ

ماہ نور افشاں، درخشاں کہکشاں خنداں نجوم
آسماں ملکِ ضیا، شہرِ دُرِ تاباں نجوم

دن کو مثلِ مہرِ روشن اس کے ہونے کی دلیل
شب کو ہوتے ہیں گواہِ ہستیِ یزداں نجوم

تا کریں وقتِ سحر اس کی تجلی پر نثار
جمع کر لیتے ہیں سب گوہرِ غلطاں نجوم

ہو کے شبنم کی طرح اس کے گلستاں پر نثار
خوبیِ تقدیر پہ ہیں کس قدر شاداں نجوم

ہر کوئی جپتا ہے اس کے نام کی مالا یہاں
بحر میں موتی ہوں یا گردوں پہ سرگرداں نجوم

آخرِ شب حمد میں ہے محو ساری کائنات
طائرانِ باغ ہیں نغمہ سرا رقصاں نجوم

مثلِ مومن راہِ ہستی میں تبسم بر دہن
مست اس کی یاد میں ہیں صورتِ انساں نجوم

دلبری کس کی ہے اقصائے عالم میں ہے شور
ناگہاں مہتاب دو پارہ ہوا حیراں نجوم

ہے یہ کس کی جلوہ گاہِ ناز کی جادوگری
وادیِ فاراں میں ہیں ذرّے گراں ارزاں نجوم

بحرِ رحمت کی بھی طغیانی دکھائیں اے نظیرؔ
جب دکھائیں مجھ کو میرا لشکرِ عصیاں نجوم

نظیرؔ لودھیانوی

مسئلہ افغانستان اور روسی عزائم

دسمبر ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں روس کی مسلح مداخلت کے بعد سے اب تک افغانستان میں جو حالات و واقعات رونما ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں ان میں روس کے کرتوت، امریکہ کا کردار اور پاکستان کی پوزیشن کسی سے پوشیدہ نہیں۔

افغانستان میں مستقل جنگ کی کیفیت، افغان عوام پر سوویت نظام کو بندوق کے زور پر زبردستی ٹھونسنے کی پالیسی، عوام کو جبراً دہریت قبول کرنے اور قبول نہ کرنے والوں کا ناحق خون بہانے کی کارروائیاں اور سوویت ٹینکوں پر سوار ہو کر آنے والوں کی قیادت تسلیم کروانے کی پالیسیوں ایسے اقدامات نے چالیس لاکھ افغان عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو اپنا آبائی وطن چھوڑ کر پاکستان اور ایران میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ نوجوان افغان افغانستان میں سوویت استعماریت کی گولی کا جواب جس بے سروسامانی اور کسمپرسی کی حالت میں دے رہے ہیں وہ تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

جبکہ دوسری طرف "حقوق انسانی کے نام نہاد علمبردار" بھارت سمیت روس اور اس کے کاسہ لیس ملک یہی نہیں کہ افغان عوام کی جدوجہد کو تخریب کاری سے تعبیر کر رہے ہیں بلکہ پاکستان پر افغان مجاہدین کو مسلح کرنے اور انہیں گوریلا تربیت دینے کا الزام لگا رہے ہیں۔ حالانکہ حکومت پاکستان بارہا اس الزام کی تردید کر چکی ہے لیکن سوویت توسیع پسند حاکم اور ان کی پٹھو ببرک کارمل انتظامیہ اپنی آنکھ میں شہتیر دیکھنے کی بجائے پاکستان کی آنکھوں میں تنکے تلاش کرنے کی ناکام سعی کر رہے ہیں۔

حال ہی میں لاہور کے ایک اخبار کو پاکستان میں متعین سوویت یونین کے سفیر مسٹر وی آئی سمرنوف (V.I.SAMERNOVE) نے انٹرویو دیتے ہوئے افغان مجاہدین کی جدوجہد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "پاکستان میں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، انہیں سپلائی کیا جاتا ہے۔ انہیں تمام سہولتیں حاصل ہیں۔"

بیاد حضرت مولانا مفتی محمودؒ

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور پاکستان

جلد ۲۶ شمارہ ۵۱-۵۲

جمعۃ المبارک ۲۳ ربیع الاول و یکم ربیع الثانی

ناشر عبید اللہ انور مطبع افضل شریف پرنٹرز رنگ محل لاہور ۸

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ: ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر: زاہد طیب ہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
سہ ماہی : ۲۰ روپے

قیمت فی پرچہ ... روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" ... لاہور
چھپے از مطبوعات ... پاکستان

انہوں نے الزام عاید کیا: "افغان گروپوں کو پاکستان میں تربیت دی جاتی ہے اور انہیں مسلح کیا جاتا ہے اسی طرح پاکستان ہی وہ سب سے بڑا ذریعہ ہے جہاں سے افغان مجاہدین کو ہر قسم کی کمک پہنچائی جاتی ہے۔"

انہوں نے دھمکی دی کہ "اگر موجودہ صورت حال زیادہ عرصہ جاری رہی اور یہ مداخلت بند نہ ہوئی تو افغانستان کی حکومت اور روس مل کر اپنی کارروائی پر غور کریں گے جس کے ذریعے اس مداخلت کو روکا جاسکے۔"

سوویت سفیر نے اپنی حکومت کے پرانے الزامات کی تجدید کرتے ہوئے افغان عوام کی چار سالہ جدوجہد کو تخریب کاری سے تعبیر کرنے اور پاکستان کو اس میں ملوث کرکے ان کی جدوجہد کو "جارحیت" قرار دینے کی جو کوشش کی ہے وہ اب سوویت پالیسی کا حصہ بن چکی ہے کیونکہ دنیا کے جس حصے میں بھی سوویت مفاد کو زک پہنچتی ہے سوویت یونین اسے "جارحیت" قرار دے کر آزادی کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ وہ افغانستان کے معاملے میں کر رہا ہے حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ جارحیت کس نے کی ہے۔ کس کی فوج افغان عوام پر گولی کے زور سے حکومت کر رہی ہے۔ پورے افغانستان کو سوویت فوج "مقتل گاہ" میں تبدیل کرچکی ہے اور پاکستان میں تیس لاکھ افغان مہاجرین کے بوجھ سے جو معاشی ناہمواری پیدا ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ تمام مہاجرین اپنے گھروں میں آباد ہوں لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سوویت یونین کی فوج وہاں سے چلی نہیں جاتی اور افغان عوام کو ان کی پسند کی حکومت بنانے کا حق نہیں لوٹایا جاتا۔ اس کے لیے پاکستان کے سوویت یونین اور ببرک کارمل انتظامیہ سے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذاتی نمائندے مسٹر ڈیگو کارڈوویز (DEGO CARDOVAZ) کی وساطت سے مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مذاکرات کافی حد تک کامیابی کی منزل پر گامزن تھے لیکن سوویت روس کے اس مطالبے کہ روس کو عدم مداخلت کی بین الاقوامی ضمانتیں فراہم کی جائیں اور افغانستان میں بیرونی "جارحیت" بند کی جائے۔" مذاکرات میں تعطل پیدا کر دیا ہے۔ سوویت سفیر نے اپنے متذکرہ بالا انٹرویو میں بھی اس بات کا ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوویت یونین نے افغانستان میں مداخلت کرتے وقت غلط اندازے لگائے تھے اور اسے مداخلت کی "قیمت" ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ افغانستان سے غیر مشروط طور پر نکلنا اس کے لیے "انا" کا مسئلہ بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پاکستان پر بے سروپا الزامات عائد کر رہا ہے۔

دوسری طرف مغربی پریس اور امریکی حکومت کے ذمہ دار بھی افغان مسئلے کو جان بوجھ کر الجھانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ "امریکی حکومت افغان مجاہدین کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اسلحہ گرانے کے بارے میں سوچ رہی ہے"۔ اور کبھی یہ افواہ اڑائی جاتی ہے کہ "لبنان میں پکڑا جانے والا روسی اسلحہ افغان مجاہدین کو بھیجا گیا ہے"۔ غرض کہ ان خبروں کے پھیلانے کا مقصد افغان مجاہدین کی طویل جدوجہد کو "بیرونی حمایت سے افغانستان میں جارحیت اور تخریب کاری" میں تبدیل کرکے روسی جارحیت اور استعماریت کو "سند استحقاق" عطا کرنا ہے حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ افغان عوام کس مپرسی بے سروسامانی اور جدید اسلحہ کی عدم موجودگی کے عالم میں روس کے بمبار طیاروں، ٹینکوں اور توپوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

اگر مغربی پریس امریکی ذرائع ابلاغ اور روسی الزامات میں ذرا بھر بھی صداقت ہوتی تو افغانستان میں سوویت یونین کو چار سال تک کھل کھیلنے کا موقعہ نہ ملتا۔ یہ قضیہ بہت پہلے نپٹ چکا ہوتا اور افغان مجاہدین افغان عوام کے خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو کب کا اپنے وطن سے نکال باہر کرتے۔

چار سال گذر جانے کے باوجود بھی سوویت یونین کے لیے بہتری اسی میں ہے کہ وہ پرامن طور پر افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے اور "عدم مداخلت کی بین الاقوامی ضمانتیں" تلاش کرنے کی رٹ لگانے کی بجائے افغان عوام کو اپنی حکومت خود بنانے کا حق دے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی "انا" کے تحفظ اور جارحیت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایسا کرنے کی بجائے پاکستان میں مسلح مداخلت کے لیے بہانے تلاش کرے گا جیسا کہ سوویت سفیر

باقی ص ۲۳ پر

یادوں کے دریچے سے

عبدالصمد صارم الازہری

مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ

ہندوستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رح کو جب میں نے پہلی بار دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ جبہ و دستار پہنے ہوں گے، آخر ہندوستان کے مفتی اعظم جو ٹھہرے۔ مگر میں نے جب بھی انہیں دیکھا دو پلی کھدر کی ٹوپی، اچکن اور کرتے پاجامے میں ملبوس دیکھا۔ میرے بعض ملاقاتیوں نے مجھ سے کہا، ہم آپ کی تصانیف پڑھتے تھے تو جو تصور آپ کا ہمارے ذہن میں تھا کہ لمبے تڑنگے بڑی سی داڑھی والے ہوں گے، مگر آپ تو بڑے سادہ اور مختصر سے نکلے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ رح حساب کتاب میں بہت ہی سخت تھے، یہ بات ساری دلی میں مشہور تھی کہ مفتی رح کسی کا ایک بھی پیسہ نہیں رکھتے مگر چونکہ عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا دہلی سے جمعیت العلماء کی کچھ مخالفت ہو گئی تھی، لہذا اس نے رسالے کا علماء سو نمبر نکالا تھا۔ عزیز حسن بغض کی وجہ سے مختلف جھوٹے الزام لگایا کرتا تھا

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح بھی حساب کتاب میں بہت ہی سخت تھے، ایک دفعہ سہوارے کے جلسے میں تشریف لائے۔ دینے دلانے کا انتظام والد مرحوم قاضی ظہور الحسن ناظم سہواروی کے ہاتھوں میں تھا۔ انہوں نے آنے جانے کا انٹر کلاس کا کرایہ دیوبند سے سہوارے تک کا اور کھانے پینے وغیرہ کا خرچہ پیش کیا، تو فرمایا میں ابھی ابھی لکھنؤ سے آ رہا ہوں۔ وہاں کے لوگوں نے کرایہ دیا اور کھانے پینے وغیرہ میں میرا کچھ خرچ نہیں ہوا۔ بس اتنا ہی دے دو۔ تھرڈ کلاس کا کرایہ۔

والد صاحب نے کہا کہ ہم نے تو آپ کو دیوبند سے بلایا ہے، لہذا یہ قبول فرما لیجیے۔

فرمایا جب میں وہاں سے آیا ہی نہیں تو کیسے لے سکتا ہوں۔

والد صاحب نے عرض کی تو کیا حرج ہے؟

فرمایا یہ روپیہ آپ کا نہیں، قوم کا ہے اور قوم نے آپ کو یہ اختیار نہیں دیا، میں نے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو روپیہ آٹھ آنے پر جھگڑ رہے تھے کہ اتنا اور دو۔

حضرت مفتی کفایت اللہ رح چونکہ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رح کے کسی زمانے میں استاد تھے تو انہوں نے عروض المفتاح کا حاشیہ لکھ کر حقوق ان کو پیش کر دیے تھے۔ مفتی صاحب بڑے ذہین تھے۔ لہذا مخالف اخبار ان کے متعلق اس قسم کا مواد لکھا کرتے تھے: "بدست حجام معتبر یہ خبر آئی ہے" معتبر حجام نے یہ کہا۔ جیسے عطاء اللہ شاہ بخاری کو مخالفین اپنے اخباروں میں بخار اللہ شاہ عطائی لکھا کرتے تھے اور مولانا تاجور کو مولانا جانور اور ناجور۔

جس زمانے میں قاہرہ میں عالمی کانفرنس ہوئی تھی، یہ پہلی کانفرنس تھی۔ میں اس زمانے میں الازہر میں زیر تعلیم تھا۔ ہندوستان کے علماء میں جمعیت کی طرف سے مفتی کفایت اللہ رح تشریف لائے تھے، مگر وہ جہاز ہی میں اس قدر بیمار ہو گئے تھے کہ جب تک قاہرہ رہے بخار نے پیچھا نہ چھوڑا اور صاحب فراش ہی رہے۔ اخبار والوں نے ان کی تصویر لینی چاہی تو نہ لینے دی۔ علماء ازہر نے کہا بھی کہ کیا حرج ہے؟ مگر مفتی صاحب نہ مانے پھر بھی ایک اخبار والے نے کوشش کی کہ علماء سے کہا انہیں باتوں میں لگالیں۔ مفتی صاحب کو احساس ہو گیا تو منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

اس کانفرنس میں مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان اپنی جمعیۃ العلماء کی طرف سے شرکت کے لیے آئے تھے۔ مفتی صاحب اپنے ساتھ مولانا عبدالحق مدنی مہتمم مدرسہ قاسمیہ مراد آباد کو ساتھ لائے تھے تاکہ اہل عرب سے بات چیت میں تکلف نہ ہو۔ مولوی عبدالحق تقریر نہ کر سکتے تھے۔

بمبئی سے ایڈیٹر خلافت مولانا عرفان آئے تھے۔ مولانا عرفان نے جب جہاز میں قدم رکھا تو فرش پر ہی بیٹھے اور سوتے۔ ساتھیوں نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے۔ آپ کوچ پر آرام کریں تو دوستوں کے کہنے سننے سے انہوں نے فرش پر سونا بند کر دیا تھا۔ مولانا عرفان نے ایسا اہل فلسطین کے غم میں کرنا چاہا

تھا۔

عبدالرحمٰن سندھی مسلم لیگ کی طرف سے آئے تھے۔ انگریزی میں ان کی زبردست تقریر ہوئی اور وہ اس وفد کے رکن بنا دیے گئے جو مجلسِ عاملہ تجاویز پر غور کرنے کے لیے بنی تھی۔ پھر وہ اس وفد کو ملک معظم کے پاس لے کر گئے جو تجاویز لے کر لندن گیا تھا۔ عبدالرحمٰن سندھی بہت ذہین اور بڑے اچھے مقرر تھے مگر بغیر گالی کے بات نہیں کر سکتے تھے۔ گاندھی کو تو بے حد گالیاں دیتے تھے۔ ہندوستان میں دو عبدالرحمٰن بڑے مشہور تھے۔ ایک عبدالرحمٰن بجنوری اور دوسرے عبدالرحمٰن سندھی اور یہ دونوں آپس میں دوست تھے، ہم سبق رہے تھے۔ میں گیا تو میں نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بجنوری کا بھائی ہوں تو بہت خوش ہوئے۔ شورش کشمیری بھی بغیر گالی کے بات نہ کر سکتے تھے بلکہ شورش کی تو یہ حالت تھی کہ یا بالکل خاموش رہتے یا خواہ مخواہ بیٹھے بیٹھے گالیاں دیتے رہتے تھے۔ یہ شاید کسی نفسیاتی بیماری یا دواغی کشمکش کا اثر تھا۔ ایک دفعہ کراچی میں تمام عرب ممالک کے سفیر وغیرہ جلسے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن سندھی نے انہیں خطاب کرتے ہوئے انگریزی میں کہا کہ تم مخنوثن بدمعاش ہو۔ تو لیاقت علی خان نے معافی مانگی اور کہا یہ شوگر کے مریض ہیں، نروسس ہو جاتے ہیں۔

ہندوستان سے جس جماعت کے بھی نمائندے شرکت کے لیے آتے عربی بول سکتے تھے نہ انگریزی، قوم کا روپیہ یونہی ضائع گیا۔ بس سیر کرتے پھرتے تھے۔ مولانا منظہرالدین شیرکوٹی چونکہ میرے والد صاحب قاضی ظہورالحسن سہواردی کے دوست تھے اور تقریباً ہم وطن بھی، میں اُن سے ملا اور اپنا تعارف کرایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ منظہرالدین بڑے مالدار آدمی تھے مگر اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لاتے تو پاجامے کے گھٹنے پر پیوند لگا ہوا تھا۔ میں نے کہا مولانا یہاں پیوند کا کپڑا پہننا بہت معیوب ہے۔ آپ کسی غریب کے کپڑے پر بھی پیوند لگا نہ دیکھیں گے۔ وہ ترکی ٹوپی اوڑھتے تھے تو پھندنا پیشانی پر سامنے رکھتے تھے۔ میں نے کہا مولانا اس پھندنے کو پیچھے رکھیے۔ یہاں اس شخص کو بے وقوف سمجھتے ہیں جو پھندنا آگے رکھتا ہو۔

مولانا منظہرالدین نے جمعیۃ العلماء ہند کے خلاف جمعیۃ العلماء کانپور میں بنائی تھی۔ وہ دیوبند کے فاضل تھے اور الامان اخبار کے مالک و ایڈیٹر۔ سیاسی اختلاف کی بنا پر حضرت مدنی کو الٹے سیدھے نام دیا کرتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ کوئی انہیں قتل کر گیا اور قاتل کا پتہ نہ چلا۔ مخالفوں نے جمعیۃ العلماء ہند اور مفتی کفایت اللہؒ اور ناظم جمعیۃ مولانا احمد سعید مرحوم کو ملوث کرنا چاہا مگر حکومت نہ مانی کہ یہ لوگ ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ موسم سرما تھا۔ مولانا منظہرالدین کے سامنے بیر پران کے محلے کے چار پانچ آدمی بیٹھے تھے۔ دو شخص رضائی اوڑھے صبح نو بجے مولانا کی کرسی کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کوئی مسئلہ دریافت کرنے لگے۔ ان میں سے ایک کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس نے گردن پر تلوار ماری اور دونوں فرار ہو گئے۔ محلے میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ مولانا منظہرالدین بڑے طاقتور تھے۔ انہوں نے کٹی ہوئی گردن کو سر پر جمایا اور ان کے پیچھے بھاگے تو صحن میں گر پڑے۔ دفتر کے نیچے ڈولی رکھی ہوئی تھی۔ قاتل اس میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ساری دہلی چھان ماری اور ناکہ بندی کر دی مگر قاتلوں کا کچھ پتہ نہ چلا۔ منظہرالدین بڑے اچھے مقرر تھے اور بڑے اچھے انشاپرداز بھی۔ انہوں نے کئی ناول بھی لکھے۔ میں نے ان کے تین چار ناول پڑھے جو تین چار جلدوں میں تھے۔ "سندھ کی راجکماری" ایک ناول کا نام یاد رہ گیا ہے۔

جب ابن سعود نے حجاز میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنا چاہا تو وہاں کے علماء نے مخالفت کی کہ اس میں شیطان بولتا ہے۔ ابن سعود نے علماء کو جمع کر کے ریڈیو سے تلاوت کلام پاک نشر کرائی اور کہا تم لوگ کہتے ہو کہ شیطان بولتا ہے۔ اگر شیطان بولتا تو قرآن کیسے پڑھتا کچھ اور بکتا۔

مفتی صاحب بہت سنجیدہ اور متین تھے۔ اور علماء میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ صائب الرائے ہیں۔ صائب الرائے تو کوئی کوئی ہوتا ہے۔ ہر عقلمند صائب الرائے نہیں ہوتا۔ یہ دولت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ بشیر بھٹہؒ کے بارے میں بھی یہ بات مشہور تھی کہ وہ صائب الرائے تھے۔ مجلس مشاورت میں ہمیشہ انہی کی جیت ہوتی تھی۔ وہ جو بات کہتے تھے اسے منوا کر چھوڑتے تھے۔ بشیر بھٹہ سہوارے کے قریب ایک گاؤں ادھیاری کے رہنے والے تھے۔ بڑے طاقتور اور بڑے اچھے مقرر تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی اسٹرائک میں اہتمام کے خلاف بڑی سخت تقریریں کیں۔ مولانا ظفر علی خان نے زمیندار میں ان پر ایک نظم شائع کی تھی یاد نہیں رہی

کر ساری لگ گئیں اینٹیں بشیر احمد کے بھٹے کی

------------ ارے اس بھٹے کٹے کی

مولوی بشیر احمد کے نام کے ساتھ بھٹہ کا لفظ اس لیے لگا کہ یہ جہاں بھی جاتے تھے اینٹوں کا بھٹہ لگاتے تھے۔ چنانچہ جب دیوبند کی اسٹرائک میں دیوبند آنا جانا ہوا تو وہاں بھی بھٹہ لگوایا تھا۔ اسی کا ذکر مولانا ظفر علی خان نے اس نظم میں کیا ہے۔ مولوی بشیر بھٹہ کی وفات کے وقت اتفاقاً میں سہوارے گیا ہوا تھا تو انہوں نے کہا سنا ہے پاکستان سے حکیم عبدالصمد صارم آئے ہوئے ہیں۔ انہیں بھی مشورے کے لیے بلا لو۔ وہ مرتے وقت بہت گھبرا رہے تھے۔ کسی نے کہا مولوی صاحب آپ تو بہت بہادر آدمی ہیں۔ یہ موت سے گھبراہٹ کیسی؟ کہنے لگے میں موت سے نہیں گھبرا رہا ہوں اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔

مولوی صاحب ہندوستان کے مشہور (باقی ص ۲۳ پر)

از: مولانا بدر عالم میرٹھی رح

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک بے نظیر تھی، آپ کے یہ اسماً بھی بے مثل ہی تھے۔ آپ سے پہلے کسی کے ذہن میں ان اسمار کا خطور بھی نہ ہوا تھا حتیٰ کہ جب آپ کی ولادت کا زمانہ نزدیک آگیا کاہنوں، منجموں اور اہلِ کتاب نے نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں دیں تو لوگوں نے اس نبی منتظر کی طمع میں اپنی اولاد کا نام محمد و احمد رکھے گئے تھے ان کی کل تعداد چھ تک ہے، ساتواں کوئی شخص ثابت نہیں ہوتا۔ سہیلی رح صرف تین ہی کے نام بتلاتے ہیں۔

۱۔ محمد بن سفیان بن مجاشع
۲۔ محمد بن احیحۃ بن الحلاج
۳۔ محمد بن عمران بن ربیعہ

سہیلیؒ سے پہلے ابو عبداللہ بن خالویہ کا خیال بھی یہی تھا۔ حافظ ابن حجر رح آٹھویں صدی میں جب پھر اس کے درپے ہوئے تو انہوں نے ان کی تعداد بیس تک پہنچادی اور تکرار و اوہام حذف کرنے کے بعد منقح تعداد پندرہ قرار دی جس میں سب سے زیادہ مشہور محمد بن عدی بن ربیعہ ہیں۔ ان کا واقعہ بغوی، ابن سعد، ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہم نے اس طرح بیان کیا ہے:۔

"کہ خلیفہ بن عبداللہؓ نے محمد بن عدی سے پوچھا تمہارے والد نے تمہارا نام زمانہ جاہلیت میں محمد کیسے رکھ دیا۔ انہوں نے جواب دیا اس کے متعلق جیسا تم نے مجھ سے پوچھا ہے ایسا ہی میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ میں قبیلہ بنی تمیم کے تین اور شخصوں کے ہمراہ ابن جفنیہ غسانی کی ملاقات کے لیے ایک مرتبہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ ہم ایک ایسے چشمہ پر جاکر اترے جو گرجا کے قریب تھا۔ گرجا کا منتظم ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم دوڑ کر ان کو قبول کرلینا، ہم نے کہا اُن کا نام؟ اس نے کہا ان کا نام محمد ہوگا جب اس سفر سے ہم واپس آئے تو اتفاقاً ہم سب کے یہاں لڑکے پیدا ہوئے اور اس لیے ہم سب نے اپنے اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھ دیا۔"

اس کے بعد حافظ ابن حجر رح نے اور اشخاص کے نام بھی بہ تفصیل تحریر کیے ہیں دیکھو فتح الباری باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا جو اسم مبارک مذکور ہے وہ احمد ہے مگر حافظ ابن قیمؒ اس رائے سے متفق نہیں۔ وہ اس پر اصرار کرتے ہیں کہ تورات میں آپ کی آمد کی پیشگوئی اسم محمدؐ کے ساتھ بھی صاف موجود ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن قیمؒ اسم "محمد" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد وہ ہے جس میں بکثرت تعریف کے اوصاف پائے جائیں۔ محمود بھی اسم مفعول کا صیغہ ہے مگر جو مبالغہ باب تفعیل میں ہوتا ہے وہ ثلاثی مجرد میں نہیں ہوتا، اس لیے محمدؐ، محمود سے زیادہ بلیغ ہے۔ محمد اس کو کہتے ہیں جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کسی اور بشر کی نہ کی جائے۔ اسی لیے تورات میں آپ کا نام محمد ہی ذکر کیا گیا ہے کیونکہ آپ کے اوصافِ حمیدہ، آپ کی امت اور آپ کے دین کے فضائل و کمالات کا اتنی کثرت سے اس میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے

اولوالعزم رسولؑ کو بھی آپؐ کی امت میں ہونے کی آرزو ہونے لگی۔

احمد: یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنی میں مستعمل ہوسکتا ہے۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہیں "احمد الحامدین لربہ" یعنی تمام تعریف کرنے والوں میں اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ دوسری صورت میں اس کے معنی ہیں "احق الناس واولٰھم بان یحمد" تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تعریف کے قابل اور ثنا کا مستحق۔ اس بناپر محمد و احمد میں فرق یہ رہے گا کہ محمدؐ وہ ہے جس کی تعریف اپنے اوصافِ جمیلہ کی وجہ سے سب سے زیادہ کی جائے اور احمد وہ ہے جس کی تعریف سب سے بہتر اور عمدہ کی جائے۔ پس محمدؐ بلحاظ کمیت ہے اور احمد بلحاظ کیفیت۔

دونوں ناموں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنے خلق و خصائل کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں کہ سب سے زیادہ اور سب سے کامل تعریف آپ کی ہو۔ اس تحقیق کے بعد ان دونوں مفہوموں کے لحاظ سے سطح عالم پر نظر ڈالیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ اسماء جتنی حقیقت اور جتنی صداقت کے ساتھ آپؐ کی ذات مبارک پر چسپاں ہیں اتنے کسی اور پر نہیں۔ اگر یہاں اسم تفضیل کو اسم مفعول کے معنی میں لیجیے تو خالق سے مخلوق تک انبیاء علیہم السلام سے لے کر جن و ملک تک حیوانات سے لے کر جمادات تک غرض ہر ذی روح اور غیر ذی روح سب ہی نے آپؐ کی تعریفیں کی ہیں اور آج بھی اربوں انسانوں کی زبانیں دن میں نہ معلوم کتنی بار آپ کی تعریف کے لیے متحرک رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ کفار میں بھی ایک معقول طبقہ ایسا ہے جو اگرچہ آپ کا دین تسلیم نہیں کرتا مگر آپؐ کی دیانت و امانت، عدل و انصاف، صداقت و راستبازی، ہوش و خرد کا ثنا خواں ہے۔ اس لیے اگر اپنے خیال میں آپ ذرا علٰحدہ ہو کر ازل سے ابد تک کی دنیا کی طرف کان لگائیں تو جس کی سب سے زیادہ اور سب سے بہتر تعریف آپ کے کان سنیں گے وہ مبارک ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہوگی ؎

ندانم آن گلِ رعنا چہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

اس لیے محمدؐ یا احمد (بمعنی اسم مفعول) نام کی مستحق جتنی کہ آپ کی ذات ہوسکتی ہے اتنی کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ اور اگر احمد کو اسم فاعل کے معنی میں لیجیے تو بھی اسم مبارک کی سب سے زیادہ مستحق آپ ہی کی ذات پاک ہے کیونکہ جس قدر خدا کی تعریف آپ نے کی ہے اتنی کسی بشر نے نہیں کی اور اسی طرح اپنی امت کو بھی موقعہ بموقعہ خدا کی اتنی حمد سکھائی کہ کتبِ مقدسہ میں اس امت کا لقب ہی حمادون پڑ گیا۔ یعنی خدا کی بہت تعریف کرنے والی امت۔

صحیحین میں ہے کہ محشر میں جب شفاعت کے لیے آپ تشریف لے جائیں گے تو آپ پر خدا کی حمد و ثنا کا دروازہ کھولا جائے گا جو اس سے پیشتر کسی پر نہیں کھولا گیا تھا۔ پس سب انبیاء تو حماد ہیں اور ان حمادوں میں آپؐ احمد ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ پہلے آپ احمد تھے پھر محمدؐ ہوئے کیونکہ سب سے پہلے آپ نے خدا کی تعریف کی۔ پھر آپؐ کے بعد مخلوق نے آپ کی تعریف کی۔ اسی طرح محشر میں سب سے پہلے آپ ہی خدا کی حمد کریں گے۔ جب آپ کی سفارش سے حساب شروع ہو جائے گا تو پھر اہل محشر آپ کی حمد کریں گے۔ اس لیے آپ پہلے احمد ہیں اور بعد میں محمدؐ۔ بلحاظ وجود بھی پہلے آپ احمد ہیں اور بعد میں محمدؐ۔ اسی وجہ سے کتب سابقہ میں آپ کی بشارت اسم احمد سے مذکور ہے اور جب عالم وجود میں تشریف لے آئے تو محمدؐ کے نام سے پکارے گئے۔ خلاصہ یہ کہ احمد بمعنی محمدؐ ہو یا بمعنی احمد الحامدین یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حمد کو ہر پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ اسی بنا پر سورۂ الحمد خاص کر آپؐ کو ہی مرحمت ہوئی۔ آپؐ کی ہی امت کا لقب حمادون ہوا اور محشر میں لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) بھی آپؐ کے ہی ہاتھوں میں ہوگا اور آپؐ کے لئے مخصوص مقام کا نام مقام محمود ہے۔ آپؐ کی شریعت میں بھی کھانے کے بعد پینے کے بعد، دعا کے بعد سفر سے واپسی کے بعد غرض بہت سے مختلف مواقع پر خدا کی حمد سکھائی گئی۔

پھر یہ مختلف اور متنوع تعریفیں جب ہر زمانہ میں بے شمار انسانوں کی زبانوں سے ہوئی ہیں وہ درحقیقت آپؐ ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہیں، اس لیے ان تمام تعریفوں کو بجا طور پر آپ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اب سوچو کہ جتنی خدا کی تعریف فضاء عالم میں آپ کے ذریعے سے گونجی کیا کبھی کسی اور کے ذریعے سے گونجی ہے اور اسی کے ساتھ جتنی کثرت کے ساتھ خدا کی غیر متناہی مخلوق نے آپؐ کی تعریفیں کیں اتنی کسی اور ذات کی نہیں ہوئیں۔ اس لیے احمد و محمدؐ نام پانے کے لیے بھی آپؐ ہی کی ذات منتخب ہونی چاہیئے۔ اسی لیے آپ سے پہلے بھی جس نے یہ نام رکھا آپؐ کی اتباع میں رکھا اور بعد میں بھی جس نے اس نام کو اختیار کیا آپؐ ہی کے اتباع میں کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ

شیخ اکبرؒ یہاں ایک اور عجیب نکتہ لکھ گئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے۔ جب ہم کھا پی کے فارغ ہولیتے ہیں اور سفر ختم کرکے گھر واپس آتے ہیں تو خدا کی حمد کرتے ہیں۔ اسی طرح جب دنیا کا طویل و عریض سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو خدا کی حمد کریں گے وآخر دعوانا.... الخ

اس دستور کے مطابق مناسب ہے کہ جب سلسلہ رسالت ختم ہو تو یہاں بھی آخر میں خدا کی حمد ہو۔ اسلیے جو نبی سب سے آخر میں آئے انکا نام محمدؐ رکھا گیا۔ بیشک جو ذات پاک کہ حسن و خوبی کی تمام رعنائیوں اور زیبائشوں کا مجموعہ ہے اس کے اسماء بھی اسمائی حسن و خوبی کا مجموعہ ہونے چاہئیں۔

محمد عثمان انوری

پاکستان میں علماء حق کی خدمات

قیام پاکستان کے بعد علماء حق نے ملک کی بقاء و سلامتی کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۹۴۷ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی رح اور مولانا مفتی محمد شفیع رح نے دستور کمیٹی میں قرآن و سنت کی روشنی میں ملکی آئین کی تیاری کے سلسلے میں وزیراعظم خان لیاقت علی خان کو اہم مشورے دیے اور مسودہ پیش کر کے قومی اسمبلی میں اس کی اہمیت اور افادیت واضح کی اور پاکستان میں قرآن و سنت کی بالادستی کو تسلیم کرایا۔ اسی طرح ۱۹۵۱ء میں ۳۱ علماء نے ۲۲ نکات پیش کرنے کے لیے جن جید علماء کو مدعو کیا ان میں اکثریت کا تعلق علماء حق دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات سے ہی تھا۔ اسی طرح اسلام کے بنیادی عقیدے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ملک گیر تحریک ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی۔ اس کے داعی اور سرگرم قائدین حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رح اور مولانا احمد علی لاہوری رح اور ان کی جماعتیں ہی تھیں۔ اسی طرح ۱۹۵۶ء میں جب دستور کی تیاری اور ملک کو جمہوریہ قرار دینے کا وقت آیا تو اس وقت بھی عوام اور خواص کو اسلامی دستور کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنے والے مولانا احمد علی لاہوری رح، مولانا مفتی محمد شفیع رح مولانا سید سلیمان ندوی رح، مولانا محمد یوسف بنوری رح، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رح، مولانا احتشام الحق تھانوی رح، مولانا شمس الحق افغانی رح، مولانا خیر محمد جالندھری رح، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رح وغیرہم نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان حضرات نے ملک کی بقا اور سلامتی کو اسلامی آئین کے نفاذ سے وابستہ قرار دے کر عوام کو بیدار کیا۔ اسی طرح ایوب خان کے دور حکومت میں جمہوریت کی بحالی کی جدوجہد، عائلی قوانین کی مخالفت اور جدید تحقیق کی آڑ میں فضل الرحمٰن جیسے نام نہاد اسکالر کے دجل کا پردہ چاک کرنے والے علماء حق ہی تھے۔

۱۹۶۸ء میں علماء حق کی آمریت کے خلاف جلوس نکال کر ملک میں آزادیٔ رائے کی نئی روح پھونکنے والے علماء سے ہر پاکستانی واقف ہے۔ ۱۹۷۰ء میں حضرت مولانا عبید اللہ انور پر پولیس نے شدید تشدد کیا۔ بعد میں ایوب خان مرحوم نے معافی مانگی اور آخرکار وہ اسی واقعہ کے سبب زوال پذیر ہوا۔ اسی طرح جمہوری عمل کی مجلس میں علماء حق کا کردار تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور بھٹو دورِ حکومت میں مرزائیت کے تعاقب اور محاسبہ اور اقلیت قرار دینے کے مسئلہ میں حضرت مفتی محمود رح، علامہ محمد یوسف بنوری رح اور مولانا خان محمد مدظلہٗ جیسے حضرات قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت نظر آتے ہیں۔ ملک میں قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفےٰ کی قیادت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود علیہ الرحمۃ نے فرمائی اور ملک کی تمام سیاسی و دینی جماعتوں نے انہیں اپنا قائد تسلیم کیا۔

اسی طرح منکرین حدیث، دہریت اور طاغوتی طاقتوں کی سرکوبی کرنے والے علماء حق حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ، حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا مفتی ولی حسن، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبد الستار تونسوی، مولانا نور الحسن بخاری، حضرت مولانا خان محمد مدظلہٗ، علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی جیسے حضرات اس دور میں اسلام کی ترجمانی اور حق و صداقت کے علمبردار ہیں خاص طور پر یادگار سلف حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ جن کے شب و روز دین حق کی اشاعت اور علماء حق کی قیادت میں بسر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ حضرت اقدس کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

اتحاد ہی کامیابی کا زینہ ہے

شعب ابی طالب مکہ مکرمہ میں محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے بعد!

• اَیُّھَا النَّاس! اپنے رب کی اطاعت کرو اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

کیا تم اس حقیقت سے واقف نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ کی زمین پر ہر طرف ظلمت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی، اور جب خدا پرستی کی جگہ اصنام پرستی ہو رہی تھی تو اخلاق انسانی مٹ گئے تھے اور ہر طرف فتنہ و فساد کا طوفان برپا تھا۔

• تم نے وہ زمانہ دیکھا ہے کہ جب یہاں کے باشندے درندوں کی طرح آپس میں لڑتے تھے اور یہ لڑائیاں صدیوں تک جاری رہتی تھیں۔ اس فتنہ انگیزی و خونریزی کا نتیجہ یہ تھا کہ اہل عرب کی دنیا میں کہیں عزت نہ تھی، ہر قوم ان کو حقیر و ذلیل سمجھتی تھی۔ جنگ و پیکار، عداوت و دشمنی اور بغض و عناد ان کا امتیازی شعار تھا۔ اور وہ اس بدبختی سے ناواقف تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے تمہارے حال پر رحم کیا، تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ اب تم اس مہربانی کو فراموش نہ کرو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔

• اور اے لوگو! اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور سب مثل شخص واحد کے ہیں۔ اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو تمام جسم کو بے چین ہو جانا چاہیئے اور اگر اس کے سر میں شکایت ہو تو کل بدن کو بے قرار ہو جانا چاہیئے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے مثل بنیاد کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کے بوجھ اٹھانے میں مدد کرتا ہے۔

• اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس وہ اس پر ظلم نہ کرے اور اسے تنہا بے یار و مددگار نہ چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی کوئی حاجت پوری کرے گا تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا تو حق تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

• اور اے لوگو! جہاں تک ہو سکے اتفاق و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کرو اور آپس میں تنازعہ اور جھگڑے پیدا نہ کرو۔ تمہارا رب تمہیں اخلاص کا حکم دیتا ہے اور فتنہ و فساد اور خون ریزی سے تم کو ممانعت کرتا ہے۔

• اور میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک مسلمان نہ ہو اور اس وقت تک تم مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

• اور اے مسلمانو! بے شک خدائے قدوس نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تمہیں بغض و عناد کی لعنت سے پاک کیا۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ اس نعمت کی قدر کرو اور آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد اور غمگسار رہو۔

میں نے ابھی یہ کہا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بمنزلہ بنیاد کے ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے ساتھ ایسی مثال ہے جیسے دیوار ہوتی ہے کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے۔

• اور میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ آپس میں اس طرح متفق رہو جس طرح کوئی دیوار ہوتی ہے کہ اس کی ایک اینٹ دوسری کو تھامے رہتی ہے اور تم جس حال میں بھی رہو ایک دوسرے کے معاون بن کر رہو۔

اور میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اگر تم متفق رہو گے اور ایک دوسرے کی اعانت کرو گے یعنی ایک دوسرے کو سہارا دو گے تو دیوار کی طرح مضبوط رہو گے ورنہ اینٹوں کے ڈھیر کی طرح ہو جاؤ گے جس میں کوئی مضبوطی نہیں ہوتی، اور جس کو ہر شخص ٹھکرا دیتا ہے اور تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے وہ ضرور پہنچائے۔

• اور میں تم سے پھر یہ کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اس کا طرزِ عمل یہ نہ ہو کہ وہ اپنے لیے جو پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔

• میرا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ نفع و ضرر کے کاموں میں اپنے بھائی کو اپنی ذات کے مانند خیال کرے اور جو بات اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی ناپسند کرے اور جس حد تک اس کے امکان میں ہے وہ اپنے بھائی مسلمان کو اپنی ذات کی طرح (باقی صـ۲۳ پر)

زاہد بلند شہری

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا قیام اور قادیانی جارحیت کے سدباب کیلئے آئندہ لائحہ عمل

کل جماعتی ختم نبوت کنونشن ۱۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کو جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مولانا خان محمد امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ملک کے چاروں صوبوں سے تمام مکاتب فکر کے تین سو سے زاید مندوبین نے شرکت کی۔ کنونشن میں مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کے باضابطہ قیام کا فیصلہ کیا گیا جو مندرجہ ذیل راہنماؤں پر مشتمل ہوگی۔

- مولانا خان محمد ۔ مولانا محمد شریف جالندھری
- مولانا تاج محمود ۔ علامہ خالد محمود
- ،، محمد اجمل خان ۔ مولانا زاہد الراشدی
- ،، عبدالحکیم ۔ ،، عبدالکریم بیر شریف
- ،، محمد شاہ امروٹی ۔ ،، سید امیر حسین گیلانی
- میاں محمد اجمل قادری ۔ مولانا عبدالشکور دینپوری
- ،، ،، ،، سید شمس الدین موسیٰ زئی شریف
- مولانا علاءالدین ۔ مولانا سید محمد ایوب جان بنوری
- ،، محمد خان شیرانی ۔ حافظ ... احمد
- ،، محمد لقمان علی پوری ۔ مولانا سید منظور احمد شاہ
- ،، قاری عبدالحی عابد ۔ خورشید الحسن گنگوہی
- احمد جان غزنی خیل ۔ مولانا محمد عبداللہ آف بھکر
- ،، حبیب اللہ رشیدی
- ،، عبدالستار خان نیازی ۔ مولانا مفتی مختار احمد نعیمی
- ملک محمد اکبر ساقی
- شاہ فرید الحق ۔ قاری عبدالحمید قادری
- پیر محمد اعظم آف گڑھی شریف
- پیر اعجاز احمد ہاشمی
- میاں مسعود احمد
- مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی
- مولانا محمد عبداللہ
- مولانا محمد حسین شیخوپوری
- علامہ احسان الٰہی ظہیر
- مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی
- مولانا محمد صدیق آف سرگودھا۔
- علامہ مرزا یوسف حسین
- آغا مرتضےٰ پویا
- علامہ علی غضنفر کراروی
- سید محبوب علی شمسی
- علامہ عقیل ترابی
- جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ
- مولانا فتح محمد
- چودھری رحمت الٰہی
- چودھری غلام جیلانی
- مولانا گلزار احمد مظاہری
- بارک اللہ خان
- مولانا عبدالرشید ارشد
- قاضی حسین احمد اور
- علامہ عنایت اللہ گجراتی

مولانا محمد شریف جالندھری مجلس عمل کے سیکریٹری اور مولانا زاہد الراشدی رابطہ سیکریٹری ہوں گے۔

کنونشن میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت نے مرکزی مجلس عمل کے مطالبات بالخصوص مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے بارے میں ایک ماہ کے اندر کوئی حتمی فیصلہ نہ کیا تو مرکزی مجلس عمل ۱۲ جنوری کو اپنے اجلاس میں عملی جدوجہد اور فیصلہ کن اقدام کا اعلان کرے گی۔

کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر نے پہلے بھی نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قربانیاں دی ہیں اور اب بھی تمام علماء ان دو مقاصد کے لئے متحد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی قوتوں کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اس اتحاد کے ذریعے ہی ہم دینی اور قومی مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ موجودہ حکومت کی سرپرستی میں جارحانہ عزائم پر اتر آیا ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ سے اس گروہ کی جو حوصلہ شکنی ہوئی تھی موجودہ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے اس کی تلافی ہو گئی ہے اور قادیانی گروہ پورے حوصلہ اور اعتماد کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

علامہ خالد محمود نے کنونشن سے خطاب

کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو صرف کلیدی عہدوں سے ہٹانا ضروری نہیں بلکہ ان کی صحیح آبادی کا تعین کر کے انہیں ملازمتوں میں آبادی کے تناسب کے مطابق محدود رکھنا بھی ضروری ہے۔

مجلس عمل شیعہ علماء پاکستان کے سربراہ علامہ مرزا یوسف حسین نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہم سب مسلمانوں کو متحد کرتا ہے اور آج تمام مسلمانوں کو یکجا دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔

کنونشن کم و بیش تین گھنٹے جاری رہا اور اس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

آئینی فیصلہ پر عملدرآمد

پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کے نمائندوں اور اکابر پر مشتمل کل جماعتی ختم نبوت کنونشن اس امر پر پوری ملتِ اسلامیہ کی طویل جدوجہد اور رجال نثاران ختم نبوت کی مسلسل قربانیوں کے بعد، ستمبر ۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ منتخب پارلیمنٹ نے کیا لیکن اس فیصلہ کے قانونی تقاضوں کی تکمیل کی طرف نہ صرف یہ کہ کوئی عملی پیش رفت نہیں ہوئی بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کی دعویدار موجودہ حکومت کے دور میں مکمل پشت پناہی کے ساتھ قادیانی گروہ کھلم کھلا جارحیت کی پالیسی پر عمل پیرا ہو گیا ہے اور اسے حکومت کی قادیانیت نواز پالیسیوں کی وجہ سے یہ حوصلہ ہوا ہے کہ وہ منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے مقدس نام کو اپنے باطل مذہب کی ترویج و اشاعت کے لیے مسلسل استعمال کر رہا ہے۔

کنونشن اس احساس کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ فوج اور سول میں کلیدی عہدوں پر قادیانی افسران کی واپسی، ڈاکٹر عبدالسلام جیسے معروف قادیانی کی مسلم سکالر کے طور پر سرکاری سطح پر پذیرائی، اشتعال انگیز قادیانی لٹریچر سے متعلقہ سرکاری اداروں کی چشم پوشی اور ۷۳ء کے آئین کے بارے میں قادیانیوں اور موجودہ حکمرانوں کے مفادات و جذبات کی ہم آہنگی نے آج قادیانی گروہ کو ایک غیر مسلم اقلیت کی بجائے ایک جارح، بے لگام اور مسلح فاشسٹ گروہ کی حیثیت دے دی ہے اور ملتِ اسلامیہ اس گروہ کی سرگرمیوں اور سازشوں کو ملک و قوم کے لیے بے پناہ خطرہ کا باعث سمجھتی ہے۔

بنابریں یہ کنونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے اس اساسی اور حساس مسئلہ کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کرے اور قادیانی گروہ محافظ کا کردار ادا کرنے کی بجائے ملتِ اسلامیہ کے دینی و قومی جذبات کا احساس کرتے ہوئے قادیانی امت کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی فیصلہ پر عملدرآمد کا اہتمام کرے اور اس فیصلہ کے تمام قانونی تقاضوں کی تکمیل کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے قانوناً باز رکھا جائے اور انہیں عملی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت کے دائرہ میں پابند کیا جائے۔

کلیدی اسامیاں اور قادیانی

یہ کنونشن فوج اور سول میں کلیدی اسامیوں پر قادیانی افسران کی موجودگی پر شدید احتجاج کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کلیدی عہدوں پر قادیانی افسران کا تقرر ملک کی نظریاتی بنیادوں، ملتِ اسلامیہ کے عقائد و جذبات اور خود موجودہ حکومت کے اسلامی نظام کے دعووں کے منافی ہے اور ایک مسلمان ریاست میں کلیدی اسامیوں پر غیر مسلموں بالخصوص منکرین ختم نبوت کے فائز ہونے کا کوئی جواز نہیں۔

اس لیے یہ کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ فوج اور سول میں کلیدی عہدوں پر فائز تمام قادیانی افسران کو ان کے عہدوں سے الگ کیا جائے اور کلیدی عہدوں پر غیر مسلموں کے فائز ہونے کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ کنونشن اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری خیال کرتا ہے کہ قادیانی گروہ صرف غیر مسلم اقلیت ہی نہیں بلکہ استعماری قوتوں کا آلۂ کار سازشی اور ایجنٹ گروہ بھی ہے اور پاکستان اس وقت جن خطرات و مسائل سے دوچار ہے ان حالات میں فوج اور سول کے کلیدی عہدوں پر قادیانی افسران کی موجودگی ملکی سالمیت کے نقطۂ نظر سے بھی انتہائی نقصان دہ ہے۔

کنونشن اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ براہ راست تعلقات ہیں اور خود قادیانیوں کی مطبوعہ رپورٹوں کے مطابق اسرائیل میں قادیانیوں کے متعدد مشن اور مراکز موجود ہیں۔ اس لیے بھی ضروری ہے کہ قادیانیوں اور اسرائیل سے تعلق رکھنے والے دیگر گروہوں پر پابندی لگائی جائے۔

کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ گزشتہ دنوں سرکاری ملازمتوں میں قادیانیوں کے سروے کے بارے میں جو اعلان کیا گیا تھا اس کے نتائج سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔

مولانا محمد اسلم قریشی کا اغواء

کل جماعتی ختم نبوت کنونشن سیالکوٹ

کے ممتاز خطیب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی نو ماہ سے مسلسل گمشدگی اور ان کی بازیابی و سراغرسانی میں سرکاری اداروں کی واضح ناکامی کو انتہائی شرمناک قرار دیتا ہے۔

واقعات و شواہد نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو قادیانی گروہ نے اغواء کیا ہے اور ان کے اغواء یا شہادت کی ذمہ داری قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد پر عائد ہوتی ہے مگر حکومت خود اپنے اداروں کی تفتیش کے منطقی نتائج کو قبول کرنے سے گریزاں ہے اور مولانا محمد اسلم قریشی کو بازیاب کرنے یا ان کے اغواء کے کیس کی تفتیش کو منطقی نتیجہ تک پہنچانے کی بجائے مرزا طاہر احمد کو تفتیش کے دائرہ سے دُور رکھنے اور قادیانیوں کو اس اغواء کی ذمہ داری سے بہرحال بچانے کی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے جس سے ملتِ اسلامیہ کے اضطراب اور تشویش میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

اس لیے یہ کنونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا اسلم قریشی اغواء کیس میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے اور مولانا محمد اسلم قریشی کو جلد از جلد بازیاب کر کے ملتِ اسلامیہ کے اضطراب کو دُور کیا جائے۔

کنونشن واضح کرتا ہے کہ اگر ایک ماہ کے اندر مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کا مسئلہ حل نہ ہوا تو مرکزی مجلس عمل ختم نبوت ۱۲ جنوری کو فیصلہ کن اقدام کا اعلان کرنے پر مجبور ہو گی۔

مسلم کالونی ربوہ

کل جماعتی ختم نبوت کنونشن اس امر پر تشویش اور اضطراب کا اظہار کرتا ہے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے فیصلہ پر عملدرآمد اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کی راہ میں مسلسل رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ حتیٰ کہ مسلم کالونی کے نام سے ربوہ میں جو آبادی مسلمانوں کے لیے مخصوص کی گئی تھی اس کی الاٹمنٹ بھی نصف سے زیادہ قادیانیوں کو کر دی گئی ہے۔ اس لیے یہ کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں۔ بالخصوص مسلم کالونی کو صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص قرار دے کر قادیانیوں کی الاٹمنٹس منسوخ کی جائیں۔

ووٹر فارم اور مردم شماری

کل جماعتی ختم نبوت کنونشن ووٹروں کی فہرستوں میں غیر مسلم کے طور پر ناموں کے اندراج سے قادیانی گروہ کے انکار کو آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور آئین کو چیلنج کے مترادف قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ۷۳ء کے متفقہ آئین اور مروّجہ عبوری آئین کے فیصلے کو قبول کرنے سے انکار پر قادیانی گروہ اور اس کے سربراہ مرزا طاہر احمد پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے اور انہیں قانوناً اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ آئینی فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے ووٹروں کی فہرستوں میں غیر مسلم کے طور پر اپنے ناموں کا اندراج کرائیں۔ نیز قادیانیوں کی ازسرنو مردم شماری کرا کے ان کی آبادی کے تناسب کا تعین کیا جائے۔

پاسپورٹ اور شناختی کارڈ

کنونشن اس بات کو تشویش کا باعث سمجھتا ہے کہ بعض مسلم ممالک میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی کے باوجود قادیانی گروہ کے افراد پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر مذہب کا خانہ نہ ہونے کی وجہ سے خود کو مسلمان ظاہر کر کے ان ممالک میں داخل ہونے اور ملازمتوں کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس سے پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج کیا جائے تاکہ قادیانی گروہ کے افراد چور دروازے سے خود کو مسلمان ظاہر کر کے برادر اسلامی ممالک کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

مسلح قادیانی تنظیمیں

یہ کنونشن قادیانیوں کی مختلف النوع تنظیموں کی سرگرمیوں بالخصوص گوریلا طرز کی مسلح تنظیموں کے وجود کو ملی غیرت و حمیت اور ملکی سالمیت کے تقاضوں کے منافی سمجھتا ہے اور گذشتہ دنوں ربوہ میں تیس ہزار مسلح کمانڈوز کے سامنے مرزا طاہر احمد کی اشتعال انگیز تقریر کو ملتِ اسلامیہ کی حمیت کے لیے چیلنج قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی گروہ کی پرائیویٹ مسلح تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے

ارتداد کی شرعی سزا

کنونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کر کے ارتداد کو ملک میں قانوناً ممنوع قرار دیا جائے اور قادیانیوں اور دیگر غیر مسلم اداروں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

سیاسی جماعتیں اور قادیانی

کنونشن ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قادیانی گروہ کے

وطن دشمن اور ملت آزار سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے ۱۹۷۳ء کے آئین کے خلاف قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کی سازشوں کا مشترکہ طور پر مقابلہ کریں اور ۱۹۷۳ء کے آئین کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی جماعتوں کے لیے قادیانیوں اور دہریوں کی رکنیت کو ممنوع قرار دیں۔

قادیانی لٹریچر اور سنسر شپ

کل جماعتی ختم نبوت کونشن اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت ایک طرف تو ملک میں سنسر شپ نافذ کیے ہوئے ہے اور اخبارات و رسائل کے مدیران اور کتابوں کے مصنفین کے خلاف سنسر شپ کے تحت مسلسل کارروائیاں کی جا رہی ہیں اور دوسری طرف اسلامی عقائد، ملت اسلامیہ کے جذبات اور آئینی فیصلہ کے خلاف قادیانیوں کا لٹریچر کھلم کھلا شائع ہو رہا ہے اور قادیانی جرائد و رسائل مسلسل اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں۔ یہ کونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کا خلاف اسلام لٹریچر ضبط کیا جائے اور ملت اسلامیہ کے خلاف اشتعال انگیزی کرنے والے قادیانی جرائد و رسائل کے خلاف کارروائی کی جائے۔

ناموس رسالت کا تحفظ

کل جماعتی ختم نبوت کونشن اس امر پر سخت اضطراب کا اظہار کرتا ہے کہ حکمرانوں کے خلاف توہین آمیز رویہ اختیار کرنے پر تو قدغن اور سزا کا قانون موجود ہے لیکن سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے لئے کوئی قانون نافذ نہیں کیا گیا جبکہ صدر مملکت نے تین سال قبل اس کا قوم سے وعدہ بھی کیا تھا لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا جس کی وجہ سے مشتاق راج جیسے لادین مصنفین کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا موقع ملا ہے۔ اس لیے یہ کونشن مطالبہ کرتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کو قانوناً جرم قرار دے کر شرعی اصولوں کے مطابق اس کی سزا موت مقرر کی جائے۔

قادیانیوں کو انتباہ

کل جماعتی ختم نبوت کونشن قادیانی گروہ کو بھی خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ وہ استعماری آقاؤں کے فراہم کردہ تحفظات اور حکومت کی سرپرستی کی بنیاد پر ملت اسلامیہ کے خلاف اشتعال انگیز اور جارحانہ رویہ اختیار کرنے کی پالیسی پر خود اپنے مفاد میں نظر ثانی کرے اور پاکستان کی اکثریتی آبادی اور غیور ملت اسلامیہ کے جذبات و عقائد سے کھیلنے اور اشتعال و کشیدگی کی فضا کو مستقل طور پر قائم رکھنے کی بجائے یا تو جھوٹی نبوت کے کاروبار سے توبہ کر کے ملت اسلامیہ میں ضم ہو جائے اور یا پھر ملت اسلامیہ کے اجماعی فیصلہ اور آئین کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے غیر مسلم اقلیت کی حیثیت کو قبول کرلے۔

ورنہ اگر قادیانی گروہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کر کے بھی اس ملک میں آرام کے ساتھ رہ سکتا ہے تو اسے یہ غلط فہمی دور کر دینی چاہیے۔ اسے ملت اسلامیہ کا فیصلہ قبول کرنا ہوگا اور ملت اسلامیہ کے خلاف اشتعال و جارحیت کی پالیسی ترک کرنا ہوگی ورنہ کوئی قوت اسے ملت اسلامیہ کے غیظ و غضب سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی اور ایسی افسوسناک صورت میں نتائج کی تمام تر ذمہ داری قادیانی گروہ پر ہوگی۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

۱۱؍دسمبر کو رات عشاء کی نماز کے بعد مسجد شہداء لاہور میں مجلس عمل کے زیر اہتمام کل جماعتی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سردی کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں زندہ دلان لاہور نے شرکت کی اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ساتھ پرجوش عقیدت کا مظاہرہ کیا۔ کانفرنس کی صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی نے کی جبکہ

- مولانا عبدالستار خان نیازی،
- علامہ خالد محمود،
- ملک محمد اکبر ساقی،
- علامہ احسان الٰہی ظہیر،
- مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی،
- مولانا محمد ضیاء القاسمی،
- مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی،
- علامہ علی غضنفر کراروی،
- خاقان بابر ایڈوکیٹ،
- مولانا قاری سعید الرحمٰن تنویر،
- مولانا امیر حسین گیلانی،
- مولانا محمد لقمان علی پوری،
- جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈوکیٹ،
- مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری

اور دیگر مقررین نے خطاب کیا جبکہ مجلس عمل کے رابطہ سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس میں ختم نبوت کونشن کے فیصلوں اور قرار دادوں کا اعلان کیا۔

مقررین نے ختم نبوت کونشن کے فیصلوں

کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ دینی قوتوں کا اتحاد اور قادیانی مسئلہ کی سنگینی کے بارے میں عوام کو آگاہ اور متحد کرنے کا یہ عمل وقت کی اہم ضرورت ہے اور تمام مسلمانوں کو مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا چاہیئے۔

مقررین نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہمارے ایمان اور عقیدے کا مسئلہ ہے اور اس مسئلہ میں ہم کسی مصلحت یا نرمی کے روادار نہیں ہیں۔ حکومت کو یہ مسئلہ حل کرنا ہوگا اور مجلس عمل کے مطالبات کو منظور کرنا ہوگا ورنہ ۱۲ جنوری کو مرکزی مجلس عمل کے فیصلہ کے مطابق جو عمل جدوجہد شروع ہوگی اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

مقررین نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا کہ حکومت اپنے مخالفین کے خلاف تو ہر قسم کے اقدامات اور ضابطے عمل میں لا رہی ہے لیکن وطن اور دین کے کھلے دشمنوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہی اور حکومت کے زیر سایہ اس وطن دشمن گروہ کی سازشوں کا سلسلہ جاری ہے۔

مقررین نے مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلہ میں حکومت کے تساہل کو مجرمانہ غفلت قرار دیا اور کہا کہ ایک شہری ایک انسان اور ایک مبلغ ختم نبوت کے اغوار پر حکومت کا یہ تساہل ملتِ اسلامیہ کے لیے ناقابلِ برداشت ہے اور بالخصوص اس کیس میں ایک قادیانی صفدر رانا کی گرفتاری اور دورانِ تفتیش اس کے واضح بیانات کے باوجود حکومت اس کیس کو گول کر رہی ہے۔

مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کی پشت پناہی کرنے کی بجائے ملتِ اسلامیہ کے جذبات و عقائد کا احترام کرے اور ملتِ اسلامیہ کے اجماعی مطالبات کی منظوری کا اعلان کرے۔

گوجرانوالہ میں
ختم نبوت کانفرنس

۲۰ دسمبر کو بعد نماز عشاء جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں مرکزی مجلس عمل کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جمعیۃ العلماء پاکستان کے صوبائی صدر الحاج لطیف احمد چشتی نے کی اور اس سے مرکزی مجلس عمل کے رابطہ سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی،

- علامہ علی غضنفر کراروی،
- مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی،
- مولانا قاری سعید الرحمٰن تنویر،
- مولانا حافظ گلزار احمد آزاد اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کا قیام اس لیے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت سے جو خطرات ملک و ملت کو درپیش ہیں ان کا سدباب کیا جا سکے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ تمام مکاتبِ فکر اتحاد و یکجہتی کا پُر زور مظاہرہ کریں اور مِل جُل کر قادیانی جارحیت کا مقابلہ کریں۔

الحاج لطیف احمد چشتی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی وحدت کی بنیاد ہے۔ اس مقصد کے لیے ہم پہلے بھی متحد ہوئے ہیں، اب بھی متحد ہیں اور آئندہ بھی جب اس مسئلہ کے لیے متحدہ جدوجہد کی ضرورت پڑے گی ہم مِل جل کر اس فتنہ کا مقابلہ کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کا مسئلہ حکومت کی ذہانت اور دیانت دونوں کا امتحان ہے۔ اگر حکومت کو علم ہے اور بتانے سے گریزاں ہے تو یہ دیانت کے خلاف ہے اور اگر ابھی تک حکومت معلوم نہیں کر سکی تو یہ اس کی ذہانت کے مشکوک ہونے کی دلیل ہے۔

جمعیۃ اہلحدیث کے راہنما مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی نے کہا کہ اسلامیانِ پاکستان ختم نبوت کے عقیدہ پر کٹ مرنے کو تیار ہیں اور اس مقدس عقیدہ کے تحفظ کے لیے مرکزی مجلس عمل جو لائحہ عمل طے کرے گی ملتِ اسلامیہ اس کے ساتھ ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہے اور اگر نبوت جاری ہوتی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملتی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ملتی، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملتی، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملتی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ملتی لیکن نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔

علامہ علی غضنفر کراروی نے کہا کہ مسلمانوں کے عقاید اور جذبات کے خلاف قادیانیوں کا اشتعال انگیز لٹریچر دھڑا دھڑ چھپ رہا ہے لیکن حکومت اس کا نوٹس نہیں لے رہی۔

انہوں نے کہا کہ آج کسی جھوٹے دعویدار نبوت کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ اس کی بیوی کو اُم المؤمنین کہا جائے کیونکہ امہات المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بیویاں ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

←

سیالکوٹ میں
ختم نبوت کانفرنس

۲۲ دسمبر کو جامع مسجد غوثیہ ڈونگہ باغ سیالکوٹ میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جماعت اہل السنّت پاکستان کے ممتاز راہنما علامہ مفتی مختار احمد نعیمی گجراتی نے کی اور اس سے

- مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری، مولانا محمد شریف جالندھری،
- رابطہ سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی،
- جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ

اور دیگر مقررین نے خطاب کیا

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانی گروہ کی جارحیت کو یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ایک چھوٹی سی اقلیت مسلمانوں کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ کیونکہ جن اقلیتوں کے خمیر میں سازش اور فتنہ ہو وہ ہمیشہ اکثریت کے لیے مسئلہ بنی رہتی ہیں۔ آج مشرق وسطیٰ میں دیکھیں کہ اسرائیل اقلیتی ریاست ہے لیکن عرب ممالک واضح اکثریت ہوتے ہوئے بھی اس حقیر اقلیت کے ہاتھوں بے بس نظر آتے ہیں۔ اس لیے قادیانی گروہ کا تعاقب اس وقت سے پہلے مکمل کر لینا چاہیئے کہ یہ ملتِ اسلامیہ کے لیے کوئی حقیقی خطرہ بن سکے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی لوگ مشرق وسطیٰ میں جا کر بھی عربوں کے خلاف یہودیوں اور استعماری قوتوں کے لیے جاسوسی کرتے ہیں اور ان کی حرکات کی ذمہ داری پاکستان پر آتی ہے۔ اس لیے بیرون ملک جانے والے قادیانیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے اور پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر مذہب کا خانہ اندراج کرنا چاہیئے تاکہ عرب ممالک کو معلوم ہو سکے کہ ان کے ملک میں آنے والا قادیانی تو نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ آج خود کو غیر مسلم تسلیم کرنے سے انکاری ہے لیکن قیام پاکستان کے وقت گورداسپور کی تقسیم میں انہوں نے خود کو غیر مسلموں کے زمرہ میں لکھوا کر پاکستان کے سر پر کشمیر کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے مسلط کرا دیا۔ اگر اس وقت انہیں غیر مسلموں میں شامل ہونے میں جھجک نہیں تھی تو آج کیوں ہے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کا معمہ بالکل واضح ہے۔ صفدر رانا نامی قادیانی جو مولانا اسلم قریشی کے بیٹے صہیب قریشی کو اغوا کرنے اور ورغلانے کی کوشش میں پکڑا گیا تھا۔ اس نے تسلیم کیا ہے کہ اسے سیالکوٹ میں مرزا طاہر احمد کے حکم پر ایک ریٹائرڈ قادیانی بریگیڈیر نے بھیجا تھا۔ اس واضح اعتراف کے باوجود مرزا طاہر احمد کو شاملِ تفتیش نہ کرنا حکومت کی صریحاً جانبداری ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کے اغوا کے کیس میں پولیس نے اسلم قریشی کے رشتہ داروں کو شبہ میں پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا ہے اور سیالکوٹ کی بزرگ ترین علمی شخصیت مولانا محمد علی کاندھلوی کو شاملِ تفتیش کیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اسلم قریشی کے رشتہ دار اور مولانا محمد علی کاندھلوی شاملِ تفتیش ہو سکتے ہیں تو مرزا طاہر احمد کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ اسے شاملِ تفتیش نہیں کیا جاتا۔

مولانا زاہد الراشدی نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا اور صفدر رانا کے تفتیشی بیانات کو ہضم نہیں ہونے دیا جائے گا اور حکومت کو اس کیس کو منطقی نتیجہ تک پہنچاتے ہوئے مرزا طاہر احمد کو بہر حال شاملِ تفتیش کرنا ہوگا۔

جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ نے کہا کہ قادیانی گروہ بین الاقوامی استعماری قوتوں کا ایجنٹ ہے اور اس کا آبائی کام جاسوسی کرنا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی اور بے وفائی کی ہے اور آج بھی دنیا میں جہاں کہیں قادیانی ہیں وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور جاسوسی کرنے میں مصروف ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل میں قادیانیوں کے ۲۲ مشن موجود ہیں اور اسرائیل ریڈیو سے قادیانی مبلغ عرب اسرائیل جنگ کے دوران عربوں کے خلاف تقریریں کرتا رہا ہے۔

مولانا مفتی مختار احمد نعیمی نے کہا کہ یہ بات تو ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے لیکن قادیانی گروہ پاکستان کے خلاف جو شرارتیں کر رہا اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں کر رہا ہے ان کے سدباب کے لیے باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارا اتحاد نئی بات نہیں ہم:

- ۵۳ء میں اکٹھے تھے،
- ۷۴ء میں اکٹھے تھے،
- ۷۷ء میں اکٹھے تھے

اور آج بھی اکٹھے ہیں۔

ہم سب ختم نبوت کے پرستار اور رضاکار ہیں اور اس

کی حفاظت کے لیے ہماری جانیں حاضر ہیں۔

مفتی صاحب نے حکومت سے کہا کہ وہ ہوشمندی کا مظاہرہ کرے اور ملت اسلامیہ کے جذبات وعقائد کا پاس کرتے ہوئے مرکزی مجلس عمل کے مطالبات کو فوراً منظور کرے۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا محمد شریف جالندھری نے ملک کے خلاف قادیانی گروہ کی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ جب سے پاکستان بنا ہے قادیانی گروہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ

"پاکستان کو ختم کرنا ہر احمدی
کا مذہبی فریضہ ہے۔"

اور آج قادیانی گروہ اپنے آنجہانی سربراہ کے اس حکم کی تعمیل کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی مسئلہ ملکی سالمیت کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اس لیے حکومت کو اس کے حل کی طرف فوری توجہ دینی چاہیے۔

چودھری ظفر اللہ خان کا بیان

دریں اثنا سابق وزیر خارجہ اور معروف قادیانی لیڈر چودھری ظفر اللہ خان نے روزنامہ جنگ لاہور کو ایک خصوصی انٹرویو میں گذشتہ دنوں کہا تھا کہ:

اسرائیل میں قادیانی مشن
اسرائیل کے قیام سے پہلے سے
موجود ہے۔

اور یہ بھی کہا کہ:

پاکستان کے قیام کا مقصد مذہبی
ریاست کا قیام نہیں تھا، بلکہ قائد اعظم
کے نزدیک مذہب ہر شخص کا نجی
معاملہ ہے۔"

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رابطہ سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے چودھری ظفر اللہ خان کے اس انٹرویو کا جواب دیتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان یہ کہہ کر پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کی نفی کر رہے ہیں کہ پاکستان کے قیام کا مقصد مذہبی ریاست کا قیام نہیں تھا اور قائد اعظم کے نزدیک دین ہر شخص کا نجی معاملہ تھا۔"

انہوں نے کہا کہ اگر دین ہر شخص کا نجی معاملہ ہے تو پھر پاکستان کے قیام کا کوئی مقصد باقی نہیں رہ جاتا اور چودھری ظفر اللہ خان ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ بات کہہ رہے ہیں تاکہ پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو کمزور کر کے اسے ختم کرنے کا بہانہ بنایا جا سکے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کا قیام

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے نعرہ پر عمل میں آیا تھا اور اسلامیان ہند نے تحریک پاکستان کی قیادت کے اس وعدے اور یقین دہانی پر قربانیاں پیش کی تھیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے گا۔ اس لیے پاکستان اور اسلام کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل میں قادیانی مشن اگر اسرائیل کے قیام سے پہلے موجود تھا تو اسے اسرائیل کے قیام اور مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کی جارحانہ سرگرمیوں کے بعد ختم ہو جانا چاہیئے تھا، لیکن یہ مشن نہ صرف یہ کہ موجود ہے بلکہ یہودیوں کے لیے کام کر رہا ہے اور اس مشن کا قادیانی انچارج اسرائیل ریڈیو سے عربوں کے خلاف اور یہودیوں کے حق میں تقریریں نشر کرتا رہا ہے۔

مولانا زاہد الراشدی نے ملک کی تمام جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ظفر اللہ خان کے بیانات کا سنجیدگی سے نوٹس لیں۔

شادی بیاہ، تقاریب اور پارٹیوں کے لیے
زندہ بٹیر
بٹیر کے بچے اور اس کا تازہ گوشت بازار
سے بارعایت خریدنے کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں
اعظم پولٹری فارم
مسلم آباد، شالیمار ٹاؤن لاہور۔ فون ۳۳۴۹۵۴

اسلامی نظام کے نفاذ، جمہوری عمل کی بحالی اور عقیدۂ ختم نبوّت کے
تحفّظ کے لیے

مشکلات، رکاوٹوں اور بے سروسامانی کے باوجود

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

صحافتی محاذ پر وقیع خدمات سرانجام دے رہا ہے اور جرأت و اعتماد کے ساتھ
ملّت اسلامیہ کے جذبات اور مؤقف کی ترجمانی کر رہا ہے۔
مرکزی مجلس عمل ختم نبوّت کی سرگرمیوں، سہ جماعتی اتحاد کی مساعی، جمعیۃ علماء اسلام
کی جدوجہد کی تازہ ترین صورت حال اور ملکی و غیر ملکی حالات سے آگاہی کے لیے

ترجمانِ اسلام

کا مطالعہ کیجیے۔

سالانہ زرخریداری -/۸۰ روپے، ششماہی -/۴۰ روپے، سہ ماہی -/۲۰ روپے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ، زاہد بلند شہری ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام، رنگ محل لاہور۔ ۸

فون ۵۳۵۸۱

ظہور الدین بٹ

مزدور حاکم

شہر کا بارونق بازار ہے۔ لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہیں۔ شتر اور خچر سوار اپنی اپنی منزل کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک درمیانی عمر کا شخص سردی سے بچنے کے لیے اونی کمبل جسم پر لپیٹے بازار سے گزر رہا ہے۔ وہ اپنے اردگرد لوگوں کو دکانوں اور زمین پر کاروبار کرتے دیکھتا ہے اور مسکراتا ہوا گذرتا چلا جا رہا ہے۔ اچانک وہ ایک آواز سن کر رک جاتا ہے۔ مڑ کر پکارنے والے کی سمت دیکھتا ہے تو ایک دکان پر سیب کے ڈھیر کے قریب کھڑا آدمی اسے اشارے سے قریب آنے کو کہتا ہے۔

وہ شخص تیزی سے مڑ کر اس آدمی کے قریب پہنچتا ہے جو اسے اشارے سے بلا رہا تھا۔ ”کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟“

”ہاں۔ کیا تم مزدوری کرو گے؟ سیب کی یہ ٹوکری یہاں سے کچھ فاصلے پر میرے گھر تک لے جانا ہے۔“

اس سے پہلے کہ وہ آدمی کمبل والے شخص سے دوسرا سوال کرتا، کمبل والے شخص نے ٹوکری اٹھا کر سر پر رکھ لی اور چل پڑا۔ اب سیب کی ٹوکری کا مالک آگے آگے اور کمبل والا شخص اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ابھی ان دونوں نے زیادہ فاصلہ طے نہ کیا ہوگا کہ اچانک ایک آدمی آگے بڑھ کر کمبل والے شخص سے کہتا ہے۔ ”اے حاکم مدائن! یہ بوجھ آپ اٹھا کر کیوں لے جا رہے ہیں؟ لائیے یہ مجھے دے دیں۔ جہاں جانا ہے میں پہنچا دیتا ہوں۔“

حاکم مدائن کا نام سن کر سیب کی ٹوکری کا مالک پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے۔ کمبل والا مزدور دوسرے آدمی سے کہتا ہے۔ ”اس وقت میں حاکم نہیں مزدور ہوں۔“

ٹوکری کا مالک ان کی یہ باتیں سن کر پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ جلدی سے قریب پہنچ کر کوشش کرتا ہے کہ سیب کی ٹوکری حاکم مدائن سے لے لے۔ وہ کمبل والے شخص کے قریب پہنچ کر کہتا ہے۔ ”جناب مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ حاکم مدائن ہیں۔ اگر مجھے آپ کے بارے میں ذرا بھر بھی علم ہوتا تو میں ایسی گستاخی نہ کرتا۔“ وہ اب گڑگڑا کر کمبل والے شخص سے کہہ رہا تھا۔ ”جناب! میں بہت شرمندہ ہوں۔ آپ یہ ٹوکری میرے سر پر رکھ دیں۔ میں خود یہ ٹوکری لے جاؤں گا۔“

کمبل والے شخص نے ان کی بات اَن سنی کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے ٹوکری آپ کے گھر پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اب میں اسے آپ کے گھر پہنچا کر ہی آؤں گا۔“

بار بار اصرار کے باوجود جب کمبل والے شخص نے ٹوکری مالک کو دینے سے انکار کیا تو اسے خاموشی سے حاکم مدائن کی بات ماننا پڑی۔

کیا آپ جانتے ہیں۔ یہ حاکم مدائن کون تھے؟ مدائن کہاں ہے؟ مدائن عراق کے شمال مغرب میں

ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ ۱۶ھ؁ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور میں حضرت سعدؓ نے اسے فتح کیا۔ اس زمانے میں مدائن ایران کا پایہ تخت تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ اپنے مجاہدین کے ہمراہ قادسیہ کی فتح کے بعد مدائن کی طرف بڑھے تو دریائے دجلہ ان کے راستے میں رکاوٹ بنا کھڑا تھا۔ ایرانیوں نے اپنے بچاؤ کے لیے دریا دجلہ پر بنا ہُوا پل توڑ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اب مسلمان آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔

حضرت سعدؓ نے یہ دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فوراً اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں اتار دیا۔ مجاہدینِ اسلام نے سپہ سالار کو دریا میں اُترتے دیکھا تو وہ بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑوں سمیت دریا میں اتر گئے۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو یوں دریا میں اترتے دیکھا تو وہ چلّا اٹھے۔ "دیو آگئے۔ دیو آگئے۔" اس کے ساتھ ہی انہوں نے شہر کا دروازہ کھول کر چابیاں حضرت سعدؓ کے حوالے کر دیں۔ جزیہ دے کر انہوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔ ایرانی سپہ سالار یزدگرد اپنے خاندان سمیت بھاگ گیا اور مال و دولت کے بے شمار ذخیرے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

مدائن کی فتح کے بعد خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت سلمانؓ کو جن کا تعلق بھی ایران سے تھا مدائن کا گورنر یا حاکم مقرر کیا۔ یہی وہ حاکم تھے جو اونٹ کی اون کا بنا ہُوا کمبل اوڑھے بازار سے گزر رہے تھے کہ سیب کی ٹوکری کے مالک نے انہیں مزدور سمجھ کر آواز دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا یہ دوسرا سال تھا جب حضرت سلمان فارسیؓ عموریہ کے پادری کی پیشگوئی سُن کر مدینہ منورہ تک پہنچے۔ قافلے والوں نے دھوکے سے ان کی بھیڑ بکریوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں غلام بنا کر مدینہ کے قریب ایک کھجور کے باغ کے مالک کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ ابھی انہیں اسلام قبول کیے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ قریشِ مکّہ اور مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان جنگ بدر شروع ہو گئی۔ جنگِ بدر میں کفارِ مکّہ کو شکست ہوئی۔ انہوں نے اگلے سال بہت زور و شور سے جنگ کی تیاری کی۔ وہ مسلمانوں سے جنگِ بدر میں مرتے والے اپنے عزیزوں کا بدلہ لینے کے لیے احد کے میدان میں جمع ہو گئے۔

حضرت سلمان فارسیؓ غلامی کی وجہ سے ان دو جنگوں میں حصّہ نہ لے سکے۔ آپ کو اس بات کا بہت افسوس تھا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی سے کہا۔ "سلمان! مالک کو کچھ دے کر آزاد ہو جاؤ۔" انہوں نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے اس شرط پر آزاد کرنے کا وعدہ کیا کہ حضرت سلمانؓ اسے مرغی کے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی دیں۔ کھجوروں کے تین سو پودے لگائیں۔ جب وہ پودے پھل دینے لگیں گے تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔

صحابہ کرامؓ کو ان کے مالک کی شرط کا پتہ چلا تو انہوں نے تین سو پودوں کا بندوبست کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو تین سو گڑھے کھودنے کا حکم دیا۔ جب آپؓ تین سو گڑھے کھود چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان گڑھوں میں کھجوروں کے تمام پودے لگا دیے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے لگائے ہوئے تمام پودے اسی سال پھل دینے لگے اور ان کے مالک کی ایک شرط پوری ہو گئی۔

انہی دنوں کی بات ہے کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سونے کی کسی کان سے ملنے والی سونے کی ایک ڈلی پیش کی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وہ سونے کی ڈلی حضرت سلمان فارسیؓ کو دیتے ہوئے فرمایا۔ "سلمان! اسے مالک کے حوالے کر کے آزادی حاصل کر لو۔" یہ ایک معجزہ ہی تھا کہ جب حضرت سلمان فارسیؓ

کے مالک نے سونے کی اس ڈلی کا وزن کیا تو وہ اس کی شرط کو پورا کرتا تھا اور وہ مرغی کے انڈے کے برابر تھا۔ حضرت سلمان نے سونے کی ڈلی کے عوض اپنے مالک سے آزادی کی رسید لکھوالی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے والدین اصفہان کے قریب ایک بستی میں رہنے والے آتش پرست تھے یہ لوگ آگ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ آپؓ کے والد کا نام بوذخشاں تھا اور وہ مشہور زمیندار تھے۔ حضرت سلمانؓ نوجوانی کے عالم میں عیسائیت کی تعلیمات سے متاثر ہو کر گھر سے بھاگ نکلے تھے۔ آپؓ طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے آخر کار حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شہر مدینہ پہنچ گئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت سلمانؓ کے عزیزوں کو جب یہ اطلاع ملی کہ وہ مدینہ منوّرہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں زندگی بسر کر رہے ہیں تو وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں پیش ہو گئے۔ انہوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ سلمان کو ان کے ساتھ واپس ایران بھیج دیا جائے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی بات انتہائی اطمینان سے سنی اور فرمایا "سلمانؓ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کے ساتھ اپنے آبائی گاؤں جانا چاہیں تو چلے جائیں۔"

حضرت سلمانؓ جو بڑی سختیاں اور مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور پہنچے تھے، اب کسی طرح بھی ان کا ساتھ چھوڑنے پر تیار نہ تھے۔ انہوں نے اپنے عزیزوں سے کہا "میں محمدؐ عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

ان کے عزیزوں نے بڑی کوشش کی کہ سلمان فارسیؓ ان کے ہمراہ ایران واپس چلے جائیں مگر انہوں نے نہ جانا تھا نہ گئے۔ اس طرح ان کے عزیز نامراد واپس چلے گئے۔

مشرکین مکّہ جو مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف جنگ بدر اور احد لڑ چکے تھے، ۵ھ میں ایک مرتبہ پھر مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ ان کی مدد کے لیے بہت سے قبیلے بھی کفّار کے ساتھ ہو گئے۔ ان کی اس تیاری کی خبر مدینہ میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی مل گئی۔

اس خبر کے ملتے ہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ جنگ شہر سے باہر نکل کر لڑی جائے یا شہر میں رہ کر۔ اس موقع پر حضرت سلمانؓ نے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشورہ دیا کہ جنگ شہر میں رہ کر لڑی جائے البتہ اس کے ارد گرد خندق کھود لی جائے تاکہ کفّار مکّہ اسے عبور نہ کر سکیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت سلمانؓ کا مشورہ پسند آیا۔ اس لیے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے انہیں کئی جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور انہیں شہر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ خود رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ خندق کھودتے رہے۔ مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد اور کھدائی کے سبب خندق بہت جلدی تیار ہو گئی۔

مسلمانوں کا دشمن ابوسفیان، جو ابھی مسلمان نہ ہوا تھا دس ہزار کفّار کے لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ پہنچا۔ اس نے شہر کے گرد خندق کھدی ہوئی دیکھی تو وہ بہت حیران ہوا۔ اس کے نزدیک یہ جنگی تدبیر بڑی عجیب و غریب تھی۔ اس نے مدینہ میں موجود مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے مدینہ منورہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا دوسری طرف رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی جگہ جگہ پہرے قائم کر کے صحابۂ کرامؓ کی وہاں ڈیوٹی لگا دی اور مشرکین کے حملے کا انتظار کرنے لگے۔

ابوسفیان نے جو مکّہ سے دس ہزار افراد کے ہمراہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا، مدینہ کے ارد گرد بسنے والے قبیلوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ اس طرح اس کے ساتھیوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جب مدینے کو گھیرے میں لیے کافی دن ہو گئے تو ایک دن ابوجہل کا بیٹا عکرمہ (اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہ

کیا تھا) کچھ سواروں کو اپنے ساتھ لے کر خندق پار کرنے کے ارادے سے نکلا۔

حضرت علیؓ کافروں کو دیکھ کر آگے بڑھے۔ کافروں میں سے ایک شخص عبد ودّ جو بہت بہادر اور طاقتور سمجھا جاتا تھا مقابلے کے لیے نکلا۔ حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور تلوار سے وار کر کے عبد ودّ کو شدید زخمی کر دیا۔ اس دوران عکرمہ اور اس کے ہمراہی گھوڑے سمیت جست لگا کر خندق عبور کر گئے مگر نوفل خندق پار نہ کر سکا اور حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر ڈالا۔

ایک شام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کو اطلاع ملی کہ کل صبح کافر مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کریں گے۔ مسلمانوں کو اس خبر کے ملنے سے پریشانی ہوئی۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔ دُعا قبول ہوئی۔ اسی وقت اتنی زور کی آندھی اور بارش آئی کہ مشرکین کے خیمے اڑ گئے۔ انہوں نے سردی سے بچنے کے لیے جو الاؤ روشن کر رکھے تھے وہ بھی آندھی کے زور سے اُڑ گئے اور سردی کی شدّت سے ان کے پاؤں سُن ہو گئے۔ مشرکین پر اس آندھی کا ایسا خوف طاری ہُوا کہ وہ راتوں رات وہاں سے بھاگ نکلے۔ وہ آگے آگے بھاگے چلے جا رہے تھے اور آندھی ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ آخر کار وہ ناکام و نامراد مکّے پہنچے۔

صبح ہوئی تو مسلمانوں نے میدان صاف دیکھا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا قبول کی اور انہیں کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔ منافقین شرمندہ اور ذلیل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو کامیاب کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کے انتقال کے بعد جب حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا اور آپ کے خرچ کے لیے بیت المال سے پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ یہ وظیفہ میں ملنے والی ساری رقم غریبوں اور ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

مدائن کے گورنر ہونے کے باوجود اپنے گھر کا خرچ چلانے اور بیوی بچّوں کی پرورش کے لیے آپ خود اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے۔ آپ زنبیل (تھیلے) بنا کر مدائن کے بازاروں میں فروخت کیا کرتے تھے۔ بکریوں کے بالوں سے رسیاں اور ان کی کھال کے تھیلے بنا کر بیچا کرتے تھے۔ جہاد کے موقع پر آپ اپنی محنت کی کمائی بھی مسلمانوں کے جہاد فنڈ میں جمع کرا دیتے تھے۔

حضرت سلمانؓ کی ان اچھی عادتوں کی وجہ سے مدائن کے لوگ ان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ آپ مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن پاک کی سورۃ فاتحہ کا پہلی دفعہ عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ آپ اپنی رعایا کی مدد کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ کسی کمزور کو دیکھتے تو اس کی ہر ممکن مدد فرماتے۔

حضور علیہ السّلام سے آپ کو اتنا پیار تھا کہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب آپؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے انہیں اپنی بانہوں پر ہاتھ رکھ کر زار و قطار روتے دیکھا۔ لوگوں نے آپؓ سے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے ان کے دریافت کرنے پر کہا کہ نہ تو وہ موت کے خوف سے رو رہے ہیں اور نہ ہی انہیں کچھ دن اور دنیا میں رہنے کی آرزو ہے۔

پھر آپ رو کیوں رہے ہیں؟ ایک آدمی نے پوچھا۔

آپ فرمانے لگے: "رو تو میں اس لیے رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے "قیامت کو اگر مجھ سے ملنا اور دیکھنا چاہتے ہو تو دنیا سے دُور رہنا مگر میرے پاس کافی مال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم رہوں"۔
لوگوں نے سوچا۔ دیکھیں وہ کیا دولت ہے جس کی وجہ سے آپؓ اس قدر پریشان ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ جس دولت کی وجہ سے وہ پریشان ہیں وہ ایک نقارہ، ایک لوٹا، ایک پالان، ایک پوستین اور کمبل پر مشتمل تھی جو آپ نے عمر بھر میں جمع کی تھی۔ آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس بتائی جاتی ہے۔ آپ نے ۱۰ رجب ۳۶ھ میں مدائن میں وفات پائی۔

حضرت علیؓ خلیفہ چہارم فوری طور پر مدینہ سے مدائن پہنچے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کو غسل دیا۔ حضرت سلمان فارسی کا جسد اقدس مدائن میں دفن ہے۔

بقیہ: مفتی کفایت اللہؒ

سیاسی لیڈروں میں سے تھے۔ ایک دفعہ سہارنپور سے مراد آباد جارہے تھے۔ وہاں گاڑی صرف دو تین منٹ ٹھہرتی ہے۔ ایک ہندو نے اندر سے چٹخنی مضبوط پکڑلی تاکہ کوئی مسافر اندر نہ آئے۔ قضارا مولوی صاحب اسی ڈبے میں پہنچ گئے۔ وہ بھی بڑا طاقتور تھا، اور مولوی صاحب بھی بڑے طاقتور تھے۔ بالآخر مولوی صاحب کی جیت ہوئی اور زور سے پٹ جو کھولا تو وہ چت گرا اور مولوی صاحب اس کے اوپر۔ خوب مارا۔

فرقہ خوارج میں عبداللہ بن وہب الراسبی بڑا صائب الرائے مشہور تھا۔ وہ کہا کرتا تھا اے قوم ذرا رائے پر ایک رات گزر جانے دو۔

جمعیۃ العلماء میں تجاویز عموماً مفتی کفایت اللہؒ اور بشیر بھٹؒ کی رائے سے بنتی تھیں اور ان کی رائے سب کی رائے پر غالب رہتی تھی۔

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارک

عزیز و محبوب رکھے یعنی جیسی محبت اس کو اپنی ذات سے ہے، ایسی ہی اپنے بھائی سے رکھے اور جیسا سلوک وہ اپنے ساتھ کرسکتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی سے کرے اور کہنے کو تو منافق بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن درحقیقت مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

• اور اے لوگو! مسلمان کی ہر ایک چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون اس کی عزت اور اس کی آبرو اور اس کا مال ان میں سے کسی چیز کو بھی نقصان نہ پہنچاؤ اور انسانی خصلتوں میں سے دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور دوسرے مسلمانوں کو نفع پہنچانا اور دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور دوسرے کسی ایمان کو نقصان پہنچانا اور کسی حال میں بھی کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی پر ظلم کرے اور اگر اس کا بھائی کسی تکلیف میں گرفتار ہو تو جہاں تک ہوسکے اس کی اعانت کرے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(بحوالہ کنز المعارف صـ ۱۴۹)

بقیہ: اداریہ

نے اپنے انٹرویو میں دھمکی بھی دی ہے۔

سوویت سفیر کی پاکستان میں بیٹھ کر پاکستان کو دھمکی گو کہ اس کے سفارتی آداب کے خلاف تھی لیکن ہمارے خیال میں اسے یہ جرأت حکومت پاکستان کے روس کے بارے میں "معذرت خواہانہ" رویہ سے ہوتی ہے۔ سوویت سفیر کا لب و لہجہ بتاتا ہے کہ سوویت یونین کس ٹون میں بول رہا ہے، اس کے نزدیک پاکستان کیا حیثیت رکھتا ہے اور "اکھنڈ بھارت" کے ہندوستان کے قدیم منصوبے کی تکمیل میں وہ بھارت کے لیے کس طرح ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

سوویت سفیر کے دھمکی آمیز اور افسوسناک انٹرویو پر حکومت پاکستان نے تادم تحریر کوئی قدم نہیں اٹھایا اور یہ بات حکومت پاکستان کی "کمزوری" پر محمول کرتی ہے حالانکہ پاکستان کی آزادی اور سلامتی کے بارے میں روسی سفیر کا درشت لب و لہجہ نہ صرف یہ کہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر پاکستان سے نکال دیا جائے بلکہ سوویت یونین سے سرکاری طور پر اس پر احتجاج کیا جائے اور افغانستان کے مسئلہ پر روس سمیت کسی بھی بڑی طاقت کا اثر قبول کرنے سے گریز کیا جائے۔

افغان مسئلے پر حکومت پاکستان کو اپنے مؤقف میں کسی قسم کی لچک نہیں پیدا کرنا چاہیئے اور اقوام متحدہ کی وساطت سے ہونے والے بالواسطہ مذاکرات میں افغان نمائندے کو بھی شامل کیا جانا چاہیئے۔

عالم اور عابد میں فرق

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ایک عالم کی مثال ایسی ہے جس طرح ملاح بہت سارے لوگوں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار لگا دے اور عابد کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی خود تیر کر دریا کے پار چلا جائے۔

کویت میں مولانا محمد منظور احمد صاحب چنیوٹی کی سرگرمیاں — رپورٹ: سبط عزیز

کویت میں
قادیانیت کا پردہ چاک

ادارہ ترجمان اسلام نے ختم نبوت کے عالمی مبلغ اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی راہنما مولانا منظور چنیوٹی کی دورہ کویت کی تبلیغی اور قادیانی مخالف سرگرمیوں کے بارے میں تفصیلی مضمون شائع کیا تھا۔ ذیل میں ہم کویت میں ان کی تبلیغی کاوشوں کی تازہ ترین رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

حکومت کویت کے زیر اہتمام کویت کے ایوان صنعت و تجارت (غرفہ تجاریہ) نے مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کا "قادیانیت" کے موضوع پر خصوصی پروگرام تشکیل دیا۔ اس پروگرام کے بارے میں کویتی ریڈیو اور ٹیلیویژن پر مسلسل دو روز تک اردو انگلش دو زبانوں میں اعلان ہوتا رہا۔ ایوان صنعت و تجارت کا ہال جو ایک ہزار کرسیوں پر مشتمل تھا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ارد گرد سینکڑوں لوگ کھڑے ہوتے تھے۔ دروازے اور برآمدے تک پُر تھے۔

اس تقریری پروگرام کی صدارت مولانا غلام محمد منصوری نے کی جب کہ اسٹیج سیکریٹری مولانا رفیق تھے۔

قادیانیت کے موضوع پر مولانا کی تقریر اڑھائی گھنٹہ تک ہوئی۔ پورے پروگرام کی ویڈیو فلم بھی تیار ہوئی۔ بعد ازاں یہ کیسٹیں (ویڈیو) پورے کویت میں گردش کر رہی ہیں۔

اس تقریر سے پورے کویت میں ہلچل مچ گئی ہے۔ یہاں کے لوگ قادیانیت سے اتنے متعارف نہ تھے۔ سطحی طور پر تھوڑی بہت معلومات رکھتے تھے، وہ بھی صرف اہل علم، جبکہ عام لوگ تو قادیانیت سے سرے سے واقف ہی نہیں ہیں۔ اس تبلیغی پروگرام سے کویتی مسلمانوں میں مذہبی اعتبار سے بیداری اور حرکت پیدا ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اثرات عنقریب ظاہر ہوں گے اور قادیانیت عالم اسلام کے دیگر ممالک کی طرح کویت میں بے نقاب ہوگی۔ کویت میں مقیم پاکستانیوں کا کہنا ہے کہ سعودی عرب کی طرح کویت میں بھی قادیانیوں کے داخلے پر پابندی لگنی چاہیئے۔

کویت کے پاکستانی مسلمانوں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور اس کے تمام مطالبات کی بھرپور حمایت کی ہے۔ خطوط، ٹیلیگراموں اور محضر ناموں سے اظہار حمایت و تائید آ رہے ہیں اور حکومت پاکستان کو قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے اور انہیں حدود میں رکھنے کے مطالبات پر مشتمل خطوط اور محضر نامے بھیجے جا رہے ہیں۔ یہاں کے مسلمان قادیانی مسئلہ پر بڑے پریشان اور مضطرب ہیں۔ اسلم قریشی کیس میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش نہ کرنے پر شدید غم و غصے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کا یہاں کے پریس نے خاص کوریج دی ہے۔ کویت کے روزنامہ "سیاست" اور ہفت روزہ "المجتمع" میں مفصل انٹرویو شائع ہو چکے ہیں۔ ان انٹرویو کے حوالے سے "قادیانیت" اپنے اصل روپ میں سامنے آئی ہے۔ روزنامہ "القبس" اور ہفت روزہ "البلاغ" میں بھی انٹرویو شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ "عرب ٹائمز" میں غرفہ تجاریہ (ایوان صنعت و تجارت) کی تقریر اور تصاویر تفصیل سے چھپ چکی ہیں۔

ترجمانِ اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو
فروغ دیں۔ (ادارہ)

شہر شہر سے

غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کے ذریعے سرمایہ دار اور جاگیردار طبقہ اقتدار پر قابض ہونا چاہتا ہے

امن وامان تباہ ہو رہا ہے اور حکومت اقتدار کو طول دینے میں مصروف ہے

مجھے صدر پاکستان کی طرف سے کئی دفعہ دعوت نامے موصول ہوئے ہیں

★ ——— حضرت الامیر محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے کہا ہے کہ لادین اور شر پسند عناصر ملک کی فضا مسموم کرنے کے لیے زیرزمین سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ وہ کراچی ریلوے اسٹیشن پر خانپور جاتے ہوئے رخصت کرنے کے لیے آتے ہوئے کارکنوں سے بات چیت کر رہے تھے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ محب وطن سیاستدانوں پر پابندیاں ہٹا کر فی الفور اسلامی آئین نافذ کیا جائے۔

ایم۔آر۔ڈی سے اتحاد کے بارے میں انہوں نے کہا کہ کل تک مساجد کی بے حرمتی اور علماء کرام کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کرنے والی کالعدم پیپلز پارٹی کی پروردہ ایم۔آر۔ڈی سے کوئی غیر مشروط اتحاد نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے سہ جماعتی اتحاد میں دیگر اسلامی جماعتوں کو شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اب اگر مزید انتشار کا مظاہرہ کیا گیا تو لادینی عناصر غالب آ جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ امن وامان کی حالت تباہ ہو رہی ہے اور حکومت اپنے اقتدار کو دوام بخشنے میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امن وامان کی صورتحال بہتر نہ بنائی گئی تو حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ انہوں نے پریس پر سے پابندیاں ہٹانے اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت فوری طور پر انتخابات کا مطالبہ کیا۔

دریں اثنا حضرت الامیر کراچی سے براستہ حاصل پور خانپور واپس پہنچ گئے ہیں۔ حاصل پور میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ملک میں مہنگائی پر قابو پانے میں ناکام رہی ہے جس کی وجہ سے غریب مزدور اور ملازم پیشہ طبقات بہت پریشان ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ملک بھر میں لادین اور ملک دشمن عناصر کے ناپاک عزائم کو ختم کرنے کے لیے تمام محب وطن اور دینی ذہن رکھنے والی جماعتوں کا ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا ازحد ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک میں اسلامی نظام کے علاوہ کسی اور نظام کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

حضرت درخواستی نے کہا کہ صدر پاکستان خود عوامی رابطہ کے سلسلے میں عام اجتماعات سے خطاب کرتے ہیں جبکہ پوری قوم کی آواز پر قدغن ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں غیر جماعتی انتخابات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ملک اس کا متحمل نہیں ہو سکتا، اس لیے انتخابات جماعتی اور تناسب نمائندگی پر کرائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کے ذریعے سرمایہ دار اور جاگیردار طبقہ اقتدار پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ انہوں نے ملک میں قادیانیوں کی ناپاک سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مشینری پوری دنیا میں سرگرم عمل ہے، حکومت کو ان کی ناپاک سازشوں پر کڑی نظر

رکھنی چاہیئے اور قادیانی گروہ کی مردم شماری کے بعد ان کو کلیدی آسامیوں سے فی الفور برطرف کیا جائے۔

انہوں نے ملک میں سیاسی جماعتوں سے پابندی ہٹانے اور اخبارات سے سنسرشپ ختم کرکے تحریر و تقریر کی آزادی بحال کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔

انہوں نے کہا کہ صدر پاکستان کی طرف سے مجھے کئی دفعہ دعوت نامے موصول ہوئے ہیں لیکن میرا صدر پاکستان سے ملاقات کا کوئی ارادہ نہیں۔

انہوں نے زور دیا کہ ملک میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی بے ادبی کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

انہوں نے کہا کہ حالیہ بلدیاتی قیادت سوچ کے ووٹ سے نہیں بلکہ نوٹ اور کھوٹ کے ووٹ سے وجود میں آئی ہے۔

۷۳ء کا آئین بحال کیا جائے، عام انتخابات کرائے جائیں

سیاسی جماعتوں پر عائد پابندیاں ہٹائی جائیں

★ ——— سہ جماعتی اتحاد کے راہنماؤں کا مطالبہ

لاہور، جمعیت علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان اور جمعیت اہل حدیث پر مشتمل سہ جماعتی اتحاد کی طرف سے ۲۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کو یوم احتجاج منایا گیا۔ اسی سلسلے میں جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مشترکہ جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے فرمائی۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبد الستار نیازی نے کہا کہ صدر ضیاء خود تو کھلے جلسوں سے خطاب کرتے رہے ہیں لیکن سیاسی جماعتوں اور راہنماؤں پر مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعہ اجتماع کرنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔

انہوں نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق صاحب ملتان میں اپنے سامنے اتنے آدمی دیکھ کر اپنا مقام بھول رہے ہیں اور اگر انہیں عوام کا رجحان معلوم کرنا ہے تو سیاسی اتحاد کو بھی سیاسی جلسے منعقد کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ عوام کس کے ساتھ ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ انتخابات کے فوری انعقاد کا اعلان کیا جائے۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات و نشریات مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ انتخابات کے بارے میں حکومت کی لیت و لعل کی پالیسی نے ملکی صورت حال میں غیر یقینی کا رجحان پیدا کر دیا ہے اور اب جنرل ضیاء الحق صاحب جلسے منعقد کرکے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں کہ عوام ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ "یک طرفہ ٹریفک" بند ہونا چاہیئے اور سیاست دانوں کو بھی عوام سے رابطہ کا حق ملنا چاہیئے۔

انہوں نے کہا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ سات سال میں جنرل صاحب اسلام ہی نافذ کر سکے نہ انتخابات کرا سکے۔

مولانا راشدی نے روسی سفیر سمرنوف کے حالیہ انٹرویو پر کڑی تنقید کی اور کہا کہ موصوف کا انٹرویو سفارتی آداب کی خلاف ورزی ہے۔ حکومت پاکستان کو معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کی بجائے اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیئے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں۔ شوریٰ توڑی جائے اور جولائی ۷۷ء کے بعد کی جانے والی تمام آئینی ترمیموں کو ختم کیا جائے۔ سیاسی قیدی رہا کیے جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ لادینیت اور بے راہ روی کے اس دور میں دینی اور ہم خیال سیاسی جماعتوں کے اتحاد کی اشد ضرورت تھی۔ الحمد للہ یہ سہ جماعتی اتحاد جن مقاصد کے لیے وجود میں آیا ہے ان کے پورے ہونے تک اپنی یکجہتی اور اتحاد برقرار رکھے گا۔

انہوں نے مارشل لاء انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنا نوے (۹۰) روز میں انتخابات کرانے کا مطالبہ پورا کرے اور اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دے۔

جلسہ سے مولانا اکبر ساقی، صاحبزادہ اکرم اور ظہیر میر نے بھی خطاب کیا۔

(رپورٹ: بسیط عزیز)

تین جماعتوں کے اتحاد سے دینی حلقوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم محمد عثمان انوری نے کہا ہے کہ ملک کی مقتدر دینی و سیاسی جماعتوں کے اتحاد سے دینی و علمی حلقوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے اور سہ جماعتی اتحاد کا ہر مکتبہ فکر نے خیر مقدم کیا ہے کیونکہ پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ العلمائے پاکستان اور جمعیۃ اہلحدیث ہی عوام کی ترجمان ہیں اور اسلامی نظام اور جمہوریت کی بحالی اور عوامی حقوق کی جد و جہد میں نمایاں کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ اب ان جماعتوں کے سربراہوں کے اتحاد سے دوسرے حلقوں میں بھی مثبت تاثر پیدا ہوگا اور مستقبل میں عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے مکمل اعتماد اور اتحاد کا جذبہ بیدار ہوگا۔ کراچی

جمعیۃ کے کارکن اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ یہ اتحاد قائم رہے اور ملک کے علماء کرام قوم کی رہبری اور رہنمائی فرما کر اہم ذمہ داری پوری فرمائیں اور قوم وملک کے مفاد اور بقا کے لیے ذریعہ استحکام ثابت ہو۔

میرپورخاص میں

دینی ادارہ کا افتتاح

(میرپورخاص) جمعیۃ علماء اسلام پاکستان سندھ کے رہنما الحاج حضرت مولانا فداالرحمٰن صاحب درخواستی نے اپنے دورہ سندھ کے دوران میرپورخاص میں ایک دینی ادارہ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت جبکہ بے دینی ملک میں فروغ پا رہی ہے اور اسلامی معاشرہ میں اخلاقی برائیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ ان کی روک تھام کے لیے دینی مدارس اور دینی اداروں کے قیام کی جانب اس وقت ضرورت ہے پہلے کبھی نہ تھی۔

انہوں نے کہا کہ دینی مدارس محمدی محمدی باغ ہیں اور مسجدیں بہشتی باغ ہیں۔ جب تک یہ محمدی اور بہشتی باغ باقی ہیں دنیا باقی رہے گی۔ جب یہ ختم ہو جائیں گے تو دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔

(رپورٹ: معاویہ قاسمی)

سندھ جمعیۃ کے

رابطہ سیکریٹری کا دورہ

کراچی: جمعیۃ علماء اسلام پاکستان صوبہ سندھ کراچی ڈویژن کے سیکریٹری رابطہ آفس معاویۃ القاسمی نے گزشتہ دنوں کراچی ویسٹ کا دورہ کیا جس میں وہ گلشن اقبال میں مدرسہ عربیہ بنوریہ قاسم العلوم کے مہتمم اور جامع مسجد معاذ بن جبل کے خطیب قاری جمشید اقبال سے ملاقات کی۔ ملاقات میں جماعتی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ قاری صاحب کو جماعتی پروگرام اور جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی سے آگاہ کیا گیا اور جمعیۃ میں مل کر کام کرنے کی بھی دعوت دی جس پر قاری صاحب نے جمعیۃ کے مرکزی امیر حضرت عبداللہ درخواستی مدظلہ، حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی حکیمانہ پالیسی اور ان کے سیاسی جدوجہد کی تعریف کی اور اپنے لیے جمعیۃ کا اسلامی جریدہ ہفت روزہ ترجمان اسلام بھی جاری کرایا۔ انہوں نے عہد کیا کہ وہ قافلہ ولی اللہی کے مشن کی وارث جماعت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مقاصد کے حصول کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

انتخاب

شہر دینہ

جامع مسجد مدنی مہاجرین مین بازار شہر دینہ ضلع جہلم میں کارکنان جمعیۃ علماء اسلام کا اجتماع ہوا جس میں شہری جمعیۃ کا درج ذیل انتخاب ہوا۔ اجلاس کی صدارت الحاج محمد حیات صاحب نے کی۔

سرپرست	حاجی محمد حیات صاحب
امیر	مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی
نائب امیر اول	جناب خواجہ عبدالعزیز صاحب
" " دوم	جناب عبدالشکور صاحب انصاری
ناظم عمومی	حافظ محمد رفیق صاحب
ناظم	جناب عبدالسلام صاحب
" نشر واشاعت	مرزا شوکت صاحب
خازن	جناب قدرت اللہ صاحب
معاون خازن	حافظ محمد بشیر صاحب
سالار	جناب محمد احسان صاحب انصاری

اسلم قریشی کی گمشدگی پر

اظہار تشویش

(گوجرخان) جامع مسجد حیات سرروڈ گوجرخان کے خطیب حضرت مولانا عبدالمتین صاحب نے گزشتہ جمعہ کے اجتماع میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کرائی۔

یہ اجتماع مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کی مسلسل گمشدگی پر نہایت تشویش اور اضطراب کا اظہار کرتا ہے، اور اسے قادیانیوں کی سوچی سمجھی سکیم کا حصہ قرار دیتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی بازیابی کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔

یہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں تاخیر سے اضطراب واشتعال کی لہر پورے ملک کو لپیٹ میں لے لے گی اور اس صورتحال کو کنٹرول کرنا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔ (رپورٹ: ابوعبید)

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام شاہدہ پروین سے بدل کر شاہدہ زبید رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسی نام سے پکارا اور لکھا جائے۔

المشتہر: شاہدہ زبید زوجہ احمد حسین زبید
اسلام پورہ (کچی آبادی) گوجرانوالہ